عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

جلد:۲۶ | ۲۷/محرم تا ۴/صفر ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۶ تا ۲۳/فروری ۲۰۰۷ء | شمارہ:۷

قیمت ۷ روپے

نورِ نبوّت کی کرنیں

عیسائیت کی کھلے عام تبلیغ

حجاب نومسلموں کی نگاہ میں

اسلامی اوصاف اور انسدادِ برائی

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http//WWW.khatme-nubuwwat.org
http://WWW.khatme-nubuwwat.com

قادیانیوں کے ساتھ تعلق رکھنا اوران کے ساتھ کھانا پینا کیوں ناجائز ہے؟

مولانا سعید احمد جلال پوری

س:...... آپ نے ایک سائل کے جواب میں کہا تھا کہ ''مسلمان مردِ ضرورت کی حد تک غیر مسلموں سے تعلق رکھ سکتے ہیں اور قادیانیوں کے ساتھ تعلق رکھنا اوران کے ساتھ کھانا پینا ناجائز ہے۔'' مجھے قادیانیوں کے بارے میں پتا نہیں ہے'اس لئے میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس فرقے میں ایسی کون سی بات ہے' جس کی وجہ سے آپ نے انہیں غیر مسلموں سے زیادہ بُرا قرار دیا ہے؟ کیونکہ میں نے جہاں تک سنا ہے کہ قادیانی کلمہ گو ہوتے ہیں' آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں غیر مسلموں کے ساتھ آپؐ اچھے طریقے سے برتاؤ کرتے تھے'ان کے مسائل حل کرتے تھے'پھر یہ فرق کیسا؟ اسلام واحد مذہب ہے جو رنگ ونسل اور ذات پات کے فرق کو ختم کرتا ہے'خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کا اہم واقعہ یہ ہے کہ ایک یہودی عورت' آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کچرا پھینکا کرتی تھی' لیکن آپؐ ایک روز اس عورت کے گھر گئے اور اس کی بیمار پُرسی کی' یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیر مسلموں کے ساتھ اچھا برتاؤ اور حُسن سلوک کا مظاہرہ کیا ہے تو آپ نے یہ کیسے کہہ دیا کہ غیر مسلموں سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھا جائے اور نہ بات کی جائے اور نہ کھانا کھایا جائے'اس کی وضاحت کریں۔

ج:...... میری بیٹی! آپ نے بہت اچھا سوال کیا ہے'اوراچھا کیا کہ قادیانیوں کے بارہ میں پوچھ لیا۔ میری بیٹی! قادیانی اور دوسرے کافروں میں فرق ہے اوراسی فرق کی بنا پر دوسرے کافروں کے ساتھ میل ملاپ اور ضروری تعلقات کی اجازت ہے اور قادیانیوں کے ساتھ ایسے کسی تعلق کی اجازت نہیں ہے۔ میری بیٹی! قادیانی کلمہ گو نہیں ہیں' بلکہ یہ مرتد وزندیق ہیں' مرتد وہ ہوتا ہے جو اسلام کو ترک کرکے کوئی دوسرا مذہب اختیار کرلے اور زندیق وہ ہوتا ہے جو اپنے کفریہ عقائد کو اسلام کا نام دے' لہٰذا یہ لوگ اسلام کے باغی ہیں' اور جس طرح کسی ملک کا باغی کسی رو رعایت کا مستحق نہیں ہوتا بلکہ جو لوگ ان باغیوں کے ساتھ میل جول رکھیں وہ بھی قابل گرفت ہوتے ہیں' ٹھیک اسی طرح چونکہ قادیانی بھی زندیق و مرتد ہیں تو اسلامی تعلیمات کی رو سے کسی رو رعایت اور میل ملاپ کے مستحق نہیں' چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہود ونصاریٰ کے ساتھ تعلق رکھا اور معاہدہ بھی کیا' مگر مدعیانِ نبوت اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب کے ساتھ نہ صرف تعلقات کو ناجائز قرار دیا' بلکہ حضرت فیروز دیلمیؓ کے ذریعہ اسود عنسی کا کام تمام کرایا اور مسیلمہ کذاب کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ٹھکانے لگایا۔ اس لئے کہ دوسرے کافر اپنے کفر کا اعتراف کرتے ہیں اور اپنے آپ کو غیر مسلم اور مسلمانوں سے الگ قرار دیتے ہیں' جبکہ قادیانی عقائد پر ملمع سازی کرکے مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں اوران ہر دو کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص خنزیر کا گوشت سور کا گوشت کہہ کر بیچتا ہے اور دوسرا خنزیر کے گوشت کو بکری کا گوشت کہہ کر بیچتا ہے' تو آپ ہی بتلائیں کہ خنزیر کے گوشت کو بکری کا گوشت کہہ کر بیچنے والا دھوکا باز ہے؟ اس سے مسلمان متاثر ہوں گے' لہٰذا اگر قادیانی بھی اپنے آپ کو یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح مسلمانوں سے الگ کاسٹ کیا کریں تو مسلمان ان سے تعرض نہیں کریں گے' لیکن جب تک وہ مسلمانوں کو دھوکا دیتے رہیں گے' مسلمان ان کی منافقت کو طشت ازبام کرتے رہیں گے۔

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ

جلد: ۲۶ شمارہ: ۷ ۲۷/محرم تا ۳/صفر ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲/فروری ۲۰۰۷ء

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا اللہ وسایا

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خان

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر — مولانا سعید احمد جلالپوری

علامہ احمد میاں حمادی — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

صاحبزادہ سید محمد سلیمان بنوری — مولانا بشیر احمد

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی — مولانا قاضی احسان احمد

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا — کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ • منظور احمد میو ایڈووکیٹ

اس شمارے میں

عیسائیت کی کھلم کھلا تبلیغ	اداریہ	۳
نور نبوت کی روشن کرنیں	امۃ اللہ تسنیم	۶
اسلامی اوصاف اور فساد و برائی	مولانا سید حامد میاں	۸
صلہ رحمی کی اہمیت	مولانا حکیم سید عبدالحی حسنی	۱۳
گزشتہ قوموں کے حالات ایک سبق	شیخ عبدالفتاح ابوغدہ	۱۶
حجاب غیر مسلموں کی نگاہ میں	اے ایم نعمانی	۱۸
قادیانی نظریات! حضرت مجدد الف ثانی کی نظر میں	مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ	۲۵

زرتعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات،
بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر
زرتعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور
اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.k.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan
Ph: 4583486-4514122 Fax: 4542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road.Karachi.
Ph: 2780337 Fax: 2780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسین مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

عیسائیت کی کھلے عام تبلیغ

مسلمان حکمرانوں کیلئے لمحہ فکریہ!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

آئے دن کوئی پریشان کن خبر اور دل دہلا دینے والا کوئی واقعہ اور سانحہ سننے کو ملتا ہے' کہیں اسلام اور مسلمانوں کو ذبح کرنے اور انہیں صفحۂ ہستی سے مٹانے کی باتیں سننے کو ملتی ہیں' تو کہیں استعمار کے تسلط کے منصوبے دل و دماغ کو ماؤف کرتے ہیں' کہیں اسلام کا نام لینا جرم قرار دیا جارہا ہے' تو کہیں مسلمانوں کو نام نہاد دہشت گردی و بنیاد پرستی کی کند چھری سے ذبح کیا جارہا ہے' کہیں فرقہ پرستی و شدت پسندی کے عنوان سے تو کہیں تنگ نظری کے نام پر انہیں تختۂ مشق بنایا جارہا ہے۔

غرض پوری دنیا میں انہیں مظالم کا سامنا ہے اور استعمار کی سیف بے نیام ان کا صفایا کرنے میں مصروف ہے' مگر اے کاش! کہ ان کی آہ و بکا اور چیخ و پکار سننے اور اس پر کان دھرنے پر کوئی بھی تیار نہیں' گوانتاناموبے کا بدنام زمانہ عقوبت خانہ ہو یا ابوغریب کی جیل' ہر جگہ مسلمان ہی پابہ جولاں نظر آتے ہیں' مگر ان کی مظلومیت پر کوئی دو بول بولنے کے لئے بھی آمادہ نہیں۔

اس کے برعکس کفر' شرک' عیسائیت' یہودیت اور قادیانیت نہ صرف آزاد ہیں' بلکہ پوری قوت کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں پر حملہ آور ہیں اور استعمار و اقتدار ہمہ وقت ان کی آبیاری و سرپرستی کے لئے ایستادہ ہیں' اس لئے انہیں ہر طرح کی آزادی ہے' ان کی عبادت گاہیں ترقی پر ہیں اور ان کی تعلیمی' تبلیغی سرگرمیاں عروج پر ہیں' ان کی ارتدادی سرگرمیاں زوروں پر ہیں' بین الاقوامی قوتوں کے مالی وسائل اور خزانے ان کے لئے وقف ہیں۔

اگر یہ سب کچھ کسی استعماری قلمرو اور بے دین قوم و ملک میں ہوتا تو شاید اتنا افسوس نہ ہوتا' اسی طرح اگر مسلم حکمران یا اسلامی قوتیں اس سلسلہ میں غیر جانبداری کا مظاہرہ کرتیں تو بھی شاید اتنا دکھ نہ ہوتا' مگر افسوس! کہ یہ سب کچھ اسلام کے نام پر وجود میں آنے والے ملک اور اسلام کا نام لینے والے حکمرانوں کی سرپرستی میں ہورہا ہے۔

ہاں! ہاں! یہ سب کچھ امریکا' برطانیہ اور دوسرے مغربی ممالک میں نہیں بلکہ پاکستان میں ہی ہورہا ہے' چنانچہ اس پاکستان میں ایک طرف اگر مساجد و مدارس کے تقدس کو پامال کیا جارہا ہے' انہیں مسمار کیا جارہا ہے' طلبہ اور علماء پر تشدد کیا جارہا ہے' مساجد کے لاؤڈ اسپیکرز پر پابندی ایکٹ کی خلاف ورزی کے نام سے اللہ و رسول کی بات کرنے والوں کو پابند سلاسل کیا جارہا ہے' غرض حق کی آواز کو دبانے کا ہر حربہ استعمال کیا جارہا ہے' تو دوسری طرف قادیانی اور عیسائی کھلے عام اپنی کفریہ تعلیمات اور تبلیغی سرگرمیوں میں مصروف ہیں' لیکن بایں ہمہ ان کے خلاف کوئی قانون اور کوئی ایکٹ حرکت میں نہیں آتا۔

بلاشبہ اس صورت حال پر شیخ سعدی شیرازیؒ کی وہ حکایت صادق آتی ہے کہ کہیں کوئی شاعر چوروں کے سردار کے پاس چلا گیا' اس کی مدح سرائی پر اس سے داد و دہش اور صلہ ستائش کا خواہاں ہوا' تو اس نے نہ صرف اس کو کچھ نہ دیا' بلکہ کہنے لگا: شاعر صاحب کے کپڑے اتار کر اس کو گاؤں سے باہر نکال دیا جائے' چنانچہ

حسب حکم جب شاعر ٹھنڈ اور سردی میں ننگے بدن واپس جانے لگا تو گاؤں کے کتے اس کے پیچھے لگ گئے‘ اس نے کتوں کو بھگانے اور ان کی ایذا سے بچنے کے لئے زمین سے پتھر اٹھانا چاہا تو وہ بھی یخ بستہ تھی‘ لہٰذا بے بسی کے عالم میں کہنے لگا:

”ایں چہ حرام زادہ مرد مانند‘ سگاں را کشادہ اند و سنگ را بستہ!“ (گلستان باب:۳‘ حکایت:۱۰‘ ص:۱۴۳)

ترجمہ:.....”یہ عجب شریر لوگ ہیں کہ کتوں کو تو کھلا چھوڑ رکھا ہے‘ مگر پتھروں کو باندھ رکھا ہے۔“

ٹھیک اسی طرح یہاں بھی وہی معاملہ ہے کہ جن لوگوں کی سرگرمیوں پر قدغن و پابندی ہونا چاہئے‘ ان کو تو کھلا چھوڑ دیا گیا ہے اور جن کو آزادی ہونی چاہئے تھی‘ ان کو پابند کر دیا گیا‘ اور ان کی ہر نقل و حرکت اور قول و فعل پر ظلم و تشدد کے کڑے پہرے بٹھا دیئے گئے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ آج کل جب کہ پوری دنیا میں اور خود پاکستان میں اسلام کا نام لینا اور اسلامی شعائر کی تعلیم و تلقین کرنا‘ فرقہ واریت‘ تشدد پسندی‘ تنگ نظری اور روشن خیالی کے منافی تصور کی جارہی ہے‘ وہاں عیسائی اور قادیانی مشنریاں کھلے عام اپنی ارتدادی سرگرمیوں میں ملوث ہیں۔

گزشتہ کئی ہفتوں اور مہینوں سے مختلف مقامات سے یہ شکایات موصول ہو رہی تھیں کہ عیسائی مشنریاں مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے مختلف ہتھکنڈے استعمال کر رہی ہیں‘ اور وہ کھلے عام اسپیکرز پر عیسائیت کی تبلیغ و دعوت کے علاوہ عیسائی ارتدادی تحریک پر مشتمل کیسٹیں‘ ہینڈ بل‘ پمفلٹ‘ سی ڈیز‘ قومی اور مقامی زبانوں میں جاذب نظر مختلف کتابچے اور بائبل وغیرہ مفت تقسیم کر رہے ہیں۔

یہ خبر اب تک تو خبر ہی تھی‘ مگر یہ خبر اس وقت حقیقت واقعہ بن کر ہمارے سامنے آئی جب ایک مسلمان کو اس طرح کی صورت حال سے دوچار ہونا پڑا‘ چنانچہ ختم نبوت کے ایک کارکن کو عیسائی مشنری کی ٹیم نے گھیر کر اس کے ہاتھ میں ایک آڈیو کیسٹ بنام ”المسیح“ دو سی ڈیز جو ”عیسیٰ کی کہانی“ نامی فلم پر مشتمل ہیں‘ ایک کتابچہ بنام ”روح اللہ“ اور پشتو زبان کی بائبل بنام ”انجیل شریف“ تھمادیں‘ اس کیسٹ کے کور پر جو عنوانات درج ہیں‘ اس میں خالص کفر و شرک کی دعوت و تلقین ہے‘ اسی طرح سی ڈیز بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین پر مشتمل ہیں‘ جبکہ روح اللہ نام کے کتابچہ میں نعوذ باللہ بائبل کی صداقت کو قرآن کریم سے ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کی گئی ہے۔

ان چیزوں کو دیکھ کر جہاں ایک سیدھا سادا مسلمان متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا‘ وہاں کوئی پڑھا لکھا دین دار اور باغیرت مسلمان ان کو دیکھ کر اپنے دینی جذبات اور ملی غیرت کو کنٹرول نہیں کر سکے گا‘ اس لئے اگر موجودہ صورت حال کو نہ روکا گیا تو جہاں مسلمانوں کے گمراہ ہونے کا اندیشہ ہے‘ وہاں اس سے زیادہ اس کا خطرہ ہے کہ باغیرت مسلمان ایسی عیسائی مشنریوں اور ان کے تنخواہ دار کارکنوں کا تکہ بوٹی نہ کر دے‘ لہٰذا اس کا بروقت تدارک کرنا جہاں ہماری شہری حکومت کے لئے مفید ہے‘ وہاں ملکی امن و امان اور خود ان عیسائیوں کے حق میں بھی بہتر ہوگا۔

لہٰذا حکومت پاکستان اور خصوصاً بانیان پاکستان کی اولاد کا فرض ہے کہ..... ان کے اکابر نے جس مقصد کے لئے پاکستان بنایا تھا اور جس کے لئے انہوں نے بے مثال قربانیاں دی تھیں..... وہ نہ صرف پاکستان کا تحفظ کریں جس پاکستان کے دینی‘ ملی اور اسلامی تشخص کی بھی حفاظت کریں ان کو چاہئے کہ مسلمانوں کے بجائے ان اسلام دشمنوں کو پٹا ڈالنے کی کوشش کریں جو باؤلے کتے کی طرح ہر مسلمان کو کاٹنے کے درپے ہیں اور مسلمانوں کی ایمانی اور اسلامی حیات کو نابود کرنے کے منصوبے پر عمل پیرا ہیں۔

اگر اس صورت حال کا بروقت تدارک نہ کیا گیا تو معاشرے کا امن و امان تہہ و بالا ہو سکتا ہے اور نہیں کہا جا سکتا کہ کوئی باغیرت مسلمان ایسے دریدہ دہنوں کو کیفر کردار تک نہ پہنچا دے‘ اگر ایسا ہوا تو عین ممکن ہے کہ مسلمان حکمرانوں کو امریکا بہادر اور ان کے اتحادیوں کے غیض و غضب کا نشانہ بننا پڑے گا‘ جو کسی صورت بھی ان کے لئے اور ان کے اقتدار کے لئے نیک شگون ثابت نہیں ہوگا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

نور نبوت کی روشن کرنیں

امۃ اللہ تسنیم

اللہ کے سوا دوسرے کی قسم کھانا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو باپ' دادا کی قسم کھانے سے منع فرمایا ہے' جس کو قسم کھانا ہو وہ اللہ کی قسم کھائے ورنہ خاموش رہے۔ (بخاری ومسلم)

ایک صحیح روایت ہے کہ جو شخص قسم کھانا چاہے تو اس کو چاہئے کہ وہ اللہ کی قسم کھائے ورنہ خاموش رہے۔

حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ بن سمرۃ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ تم بتوں کی قسم کھاؤ نہ باپ' دادا کی۔ (مسلم)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو امانت کی قسم کھائے وہ ہم سے نہیں ہے' یعنی ہمارے راستہ پر نہیں ہے۔ (ابوداؤد)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کسی نے جھوٹی بات پر قسم کھائی کہ اگر میں ایسا ہوں تو اسلام سے بری ہوں' تو اگر اس نے جھوٹ کہا تو حقیقت میں اسلام سے بری ہو گیا اور اگر سچ بولا ہے تو بھی اس کا دین سلامت نہیں رہا۔ (ابوداؤد)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو کعبہ کی قسم کھاتے سنا تو فرمایا: اللہ کے سوا کسی کی قسم نہ کھاؤ' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی قسم کھائے تو اس نے کفر کیا یا شرک کیا۔ (ترمذی)

جھوٹی قسم کھا کر مال ہضم کر لینے کی سزا:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کوئی شخص کسی مسلمان کا مال دبا بیٹھے اور قسم کھا لے کہ میرا مال ہے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس پر غصہ ہوں گے' پھر آپ نے اس کی تصدیق میں کلام اللہ کی یہ آیت پڑھی:

"بے شک وہ لوگ جو اللہ کے عہدوں اور اپنی قسموں کے بدلہ تھوڑا حصہ مول لیتے ہیں تو یہی لوگ ہیں کہ ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں' نہ اللہ ان سے بات کرے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا' ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔" (آل عمران ع:۸)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ ایاس بن ثعلبہ حارثی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کسی مسلمان کا حق جھوٹی قسم کھا کر دبا لے گا تو اللہ اس پر جنت حرام کر دے گا اور دوزخ واجب کر دے گا' ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر معمولی چیز ہو' آپ نے فرمایا: اگرچہ ایک پیلو کی لکڑی ہی ہو۔ (مسلم)

گناہ کبیرہ:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا شریک ٹھہرانا' والدین کی نافرمانی کرنا' ناحق خون کرنا اور جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہیں۔ (بخاری ومسلم)

ایک روایت میں ہے کہ ایک اعرابی آیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! کون کون سے بڑے گناہ ہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ کا شریک ٹھہرانا' پھر فرمایا: جھوٹی قسم کھانا' میں نے عرض کیا: اس کا کیا مطلب؟ فرمایا: کسی کا مال جھوٹی قسم کھا کر دبا لے۔

قسم کھانے کے بعد نیکی کی بات دیکھ کر اس کو اختیار کرنے کا حکم:

حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ بن سمرۃ بن جندب سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم کسی بات پر قسم کھا لو' پھر اس سے بہتر بات دیکھو تو اس کو اختیار کر لو اور قسم کا کفارہ دے دو۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کسی

بات پر قسم کھائے' پھر اس سے بہتر بات دیکھے تو اس کو اختیار کر لے اور اپنی قسم کا کفارہ دیدے۔ (مسلم)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم خدا کی' اگر اللہ چاہے تو میں کسی بات پر قسم نہ کھاؤں اور اگر کھالوں پھر اس سے بہتر کوئی بات دیکھوں تو ضرور اس کو اختیار کرلوں اور قسم کا کفارہ دے دوں۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واللہ! جو اپنے اہل وعیال کے بارے میں قسم کھا بیٹھے پھر اس پر قائم رہے تو یہ اللہ کے نزدیک بڑے گناہ کی بات ہے' بہتر ہے کہ اپنی قسم توڑ کر اللہ کا فرض کیا ہوا کفارہ ادا کر دے۔

لایعنی قسمیں کھانے کی ممانعت:

"اللہ تعالیٰ تمہاری لایعنی قسموں کو نہیں پکڑتا' لیکن وہ تمہاری ان قسموں پر مواخذہ کرتا ہے' جن کو تم مضبوط کر دو تو اس کا کفارہ دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا کھانا دینا ہے جو تم اپنے گھر والوں کو کھلایا کرتے ہو' یا ان کو کپڑا پہنانا' یا ایک غلام آزاد کرنا۔"

پھر جس کو یہ میسر نہ ہو تو تین دن روزے رکھے' یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے' جب تم قسم کھا بیٹھو اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔" (مائدہ' ع:۱۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں اتری جو ہر بات پر واللہ' واللہ کہا کرتے ہیں۔ (بخاری)

سودا کرتے وقت قسم کھانے کی کراہت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے' فرماتے تھے: قسمیں کھا کر سودا بیچنے والوں کا سودا تو بک جاتا ہے لیکن اس کی کمائی کی برکت چلی جاتی ہے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے' فرماتے تھے کہ تم سودا فروخت کرتے وقت زیادہ قسمیں کھانے سے احتیاط کرو' اس سے سودا تو فروخت ہو جاتا ہے لیکن برکت چلی جاتی ہے۔ (مسلم)

☆☆..........☆☆

اسلام کے منافی تمام قادیانی لٹریچر ضبط اور قادیانیوں کا پریس سربمہر کیا جائے

فیصل آباد (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکریٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے وزیراعظم وزارت داخلہ اور صوبائی ہوم سیکریٹری سے مطالبہ کیا ہے کہ آئین اور قانون کی رو سے غیر مسلم قادیانی مذہب کی کسی بھی طریقہ سے تبلیغ وتشہیر واشاعت کو جرم قرار دینے کے پیش نظر قادیانی جماعت چناب نگر میں قادیانی پریس ضیاء الاسلام اور شائع شدہ اسلام کے منافی تمام لٹریچر ضبط اور پریس سربمہر کیا جائے اور غیر مسلم قادیانی مذہب کو اسلام کے طور پر شائع کرنے پر روزنامہ الفضل' ماہنامہ مصباح' ماہنامہ خالد' ماہنامہ انصار اللہ' ماہنامہ تشحیذ الاذہان اور دیگر لٹریچر کے حوالے سے تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸-سی کے تحت مقدمات چلائے جائیں اور قادیانی غیر مسلموں کی روحانی خزائن کی ۲۳ جلدیں ضبط کی جائیں' جبکہ امتناع قادیانیت آرڈی ننس مجریہ ۱۹۸۴ء کے تحت قادیانی مذہب کی تبلیغ وتشہیر واشاعت' قادیانی مذہب کو اسلام کے طور پر پیش کرنا جرم قرار دیا جاچکا ہے اور کئی مرتبہ قادیانی ضیاء الاسلام پریس پر چھاپے مار کر متذکرہ بالا رسائل جرائد دیگر لٹریچر قبضہ میں لیا گیا اور مقدمات درج کئے گئے' مگر آج تک کسی قادیانی ملزم کو سزا نہ دی گئی' جبکہ مقدمہ نمبر ۳۵۲ بتاریخ ۱۵/اگست ۲۰۰۵ء کا بھی تاحال فیصلہ نہیں ہوا۔

دریں اثنا انہوں نے مطالبہ کیا کہ مسلمانوں کے معصوم بچوں کو قادیانیت کے اثر سے بچانے کے لئے فیصل آباد شہر میں واقع ڈی ٹائپ کالونی اور محلہ مصطفیٰ آباد میں قائم غیر مسلم قادیانیوں کے دو اسکول بند کرائے جائیں اور پنجاب حکومت کے فیصلہ کے مطابق قادیانی اسکولوں کے بورڈ پر غیر مسلم قادیانی کے الفاظ لکھے جائیں' جبکہ مدینہ ٹاؤن کے ایکس بلاک مکان نمبر ۲۷ میں قائم غیر مسلم قادیانی اسکول نور آمنہ ریفارمر اسکول کا قادیانی غیر مسلم مالک حامد اسکول بند کر کے بھاگ گیا ہے اور اس عمارت میں ایک مسلمان نے پاک کیڈٹ اسکول کے نام پر نیا اسکول کھول لیا ہے' جبکہ عمارت کرایہ کی تھی' اب شہر میں قادیانیوں کے دو اسکول باقی رہ گئے ہیں' اگر علاقہ کے مسلمان' قادیانیوں کے ساتھ تعاون نہ کریں اور اپنے بچے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے اسکولوں میں داخل نہ کرائیں تو قادیانی یہ دونوں اسکول بھی بند کر کے بھاگ جائیں گے' جبکہ غیر مسلم قادیانیوں نے مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے چھ مسلمان استانیاں ملازم رکھی ہوئی ہیں' اسکول پر غیر مسلم کے الفاظ نہ لکھنے پر مقدمہ چلایا جائے۔

ترتیب: مولانا سید محمود میاں صاحب

اسلامی اوصاف اور انسداد برائی

مولانا سید حامد میاںؒ

رشوت:

رشوت ستانی یہودیوں میں ایک خاص مرض تھا' حتیٰ کہ وہ اس کے ذریعہ احکام الٰہیہ میں تبدیلی کرالیا کرتے تھے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''جھوٹ بولنے کے لئے جاسوسی کرنے والے اور بہت حرام کھانے والے۔'' (پ ۶ ع ۹)

میں حرام کھانے سے رشوت مراد ہے۔

مسلمانوں کو قرآن حکیم میں واضح طور پر اس عادت بد سے روکا گیا ہے' اس عادت بد سے سرکاری احکام اور نظام معطل ہوکر رہ جاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ پہنچاؤ اموال کو حکام تک تاکہ تم لوگوں کے مال میں سے کوئی حصہ ظلم کرکے ناحق کھا جاؤ حالانکہ تم جانتے ہو۔'' (پ ۲ ع ۷)

چوری:

ممکن ہے کوئی یہ خیال کرے کہ چوری کی سزا جسمانی کیوں رکھی گئی' مالی کیوں نہیں رکھی گئی' پھر جسمانی سزا بھی اس قدر شدید رکھی گئی ہے کہ اسے کام کے ہاتھ سے محروم کردیا جائے۔

سو اس کے بارے میں عرض ہے:

۱:...... چوری ایک ایسا مرض ہے کہ جس کے کرتے وقت خدا کی بعض صفات مثلاً قہر' غضب' انتقام' حساب اور قیامت میں جواب دہ ہونے کا چور عملاً انکار کرتا ہے اور ذہناً وہ ان صفات سے غفلت برتتا ہے۔ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے زانی اور سارق کے بارے میں فرمایا کہ جس وقت وہ یہ کرتے ہوتے ہیں ان کا ایمان نہیں ہوتا' زانی زنا کرتے وقت مومن نہیں ہوتا' چور چوری کرتے وقت مومن نہیں ہوتا' اور ظاہر ہے کہ اگر کمال ایمان ہوتا تو وہ ایسا جرم نہ کرتا۔

۲:...... دوسرے کے ہاتھ کی کمائی کو اپنے ہاتھ سے چرا کر اسے محروم کردیتا ہے۔

۳:...... شدید ضرورت مند پر بھی رحم نہیں کھاتا' نہ اسے غریب پر ترس آتا ہے نہ مسافر پر۔

۴:...... دوسرے کی قیمتی سے قیمتی اور خون پسینہ ایک کرکے کمائی ہوئی دولت کو کوڑیوں میں فروخت کرکے ضائع کردیتا ہے اور اس طرح شدید دل آزاری کا سبب بنتا ہے۔

۵:...... دوسرے کے گھر میں جا کر دوسرے کی ملک پر قبضہ کرتا ہے اور اگر وہ بیدار و متنبہ ہوجائے تو بسا اوقات نوبت قتل تک پہنچ جاتی ہے اور اس طرح گویا یہ جرم مالی ہی نہیں بلکہ جانی بھی ہوا' آئے دن ایسے واقعات آپ اخبارات میں پڑھتے رہتے ہیں۔

۶:...... چوری ایک ذہنی عیاشی ہوتی ہے' چور اس کا عادی ہوتا ہے' اس لئے بے ضرورت بھی کرتا ہے۔

امام مالکؒ موطا میں تحریر فرماتے ہے:

''اہل یمن میں سے ایک شخص جس کا ہاتھ اور پاؤں کٹا ہوا تھا' حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا' ان ہی کے پاس ٹھہرا اور شکایت کی کہ یمن کے حاکم نے اس پر ظلم کیا ہے' یہ شخص رات کو نماز پڑھا کرتا تھا' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسے دیکھتے تھے تو اپنے دل میں فرماتے تھے تیری رات تو ہرگز چور والی رات نہیں' ابھی اس کی فریاد پر کوئی کارروائی نہ ہونے پائی تھی کہ چند روز بعد حضرت اسماء بنت عمیسؓ کا جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں ایک ہار گم ہوگیا' یہ شخص بھی اس کی تلاش میں حصہ لینے لگا اور یہ دعا کرتا تھا کہ خداوندا اس نیک گھرانے کو جس نے نقصان پہنچایا ہے تو اس کی گرفت فرما' تلاش کرتے کرتے یہ زیور ایک سنار کے پاس ملا' سنار نے کہا کہ میرے پاس ایک شخص لایا تھا اس کا حلیہ یہ تھا کہ ہاتھ کٹا ہوا تھا (یعنی یہی شخص نکلا جو خلیفہ وقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے یہاں ٹھہرا ہوا تھا اور

ان کے پاس حاکم یمن کی شکایت لے کر آیا تھا) جب سنار نے پورا حال بتلایا تو اس نے چوری کا اقرار کرلیا پھر اسے سزا دی گئی۔ حضرت صدیق اکبرؓ فرماتے تھے کہ اس شخص کی چوری سے زیادہ اس کی بددعا میری طبیعت پر گراں گزرتی تھی۔''

اس واقعہ سے بھی یہ معلوم ہورہا ہے کہ اس کے دل میں خدا کا کوئی خیال نہ تھا گو وہ رات کو عبادت بھی کرتا تھا' کیونکہ اگر ذات باری تعالیٰ کا یقین ہوتا تو ایسی بددعا نہ کرتا۔ خلیفۂ وقت کے پاس ٹھہرنے کی وجہ سے اسے کوئی ایسی حاجت بھی نہ تھی جو جائز اور نا تمام رہے۔

حق تعالیٰ خالق ہیں وہ جانتے ہیں کہ بیماری کس درجہ کی ہے اور اس کا صحیح علاج کیا ہے؟ صحیح علاج عبرت ہے جو سزا یافتہ کو دیکھ کر ہوتی ہے' جس کے دل میں چوری کے جذبات ہوتے ہیں وہ آنکھ نہیں میچتا بلکہ وہ اور زیادہ دیکھتا ہے' اس لئے دیکھ کر عبرت حاصل کرتا ہے اور گناہ کے ارادہ سے باز آجاتا ہے۔

''اور چوری کرنے والے مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹ ڈالو ان کی کمائی کی سزا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ ہے اور اللہ غالب ہے حکمتوں والا ہے۔'' (پ۶ع۶)

عزت نفس اور پاکدامنی کے طریقے سکھائے گئے۔ ارشاد ہوا:

''ایمان والوں سے کہہ دیجئے کہ ذرا اپنی آنکھیں نیچی رکھیں اور اپنے ستر کو محفوظ رکھیں۔'' (پ۱۸ع۱۰)

''اور ایمان والیوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں اور اپنے ستر کو تھامے رکھیں۔'' (پ۱۸ع۱۰)

زناکاری کی قباحت ظاہر کی گئی:

''اور زنا کے پاس نہ جاؤ وہ بے حیائی ہے اور بری راہ ہے۔'' (پ۱۵ع۴)

کسی پاکدامن پر بدکاری کا الزام لگانا یا الزام پر مشتمل گالی دینا عظیم گناہ ہے:

''جو لوگ عیب (والزام) لگاتے ہیں' بے خبر ایمان والیوں' پاکدامنوں پر' ان پر دنیا اور آخرت میں پھٹکار ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے' جس دن کہ ظاہر کردیں گی ان کی زبانیں ہاتھ اور پاؤں جو کچھ (بھی) وہ کرتے تھے' اس دن پوری دے گا اللہ ان کو سزا جو چاہیے اور جان لیں گے کہ اللہ ہی ہے سچا کھولنے والا۔''

دنیا میں ایسے مجرموں کو کس طرح رسوا کیا جائے گا' خدا کی نظر میں وہ کیسے ہیں اور کیا سزا دی جائے گی؟ یہ سب باتیں ارشاد فرمائی گئیں:

''اور جو لوگ پاکدامنوں پر عیب لگاتے ہیں پھر چار مرد شاہد نہ لائے تو ان کو اسی دُرے مارو اور ان کی گواہی کبھی نہ مانو اور وہی لوگ نافرمان ہیں۔'' (پ۱۸ع۷)

آپ نے غور فرمایا ہو تو کلام الٰہی میں خوف خدا اور تقویٰ پر ہر جگہ زور دیا گیا ہے' کیونکہ ارتکاب معاصی سے خلوت وجلوت میں یکساں طور پر اجتناب کرانے والی چیز صرف خوف خدا ہے وہ نہ ہو تو انسان تنہائی میں گناہ سے باز نہیں رہ سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی یاد اور تقویٰ کی نعمت نصیب فرمائے' معاصی سے اپنی پناہ میں رکھے اور توفیق مرضیات مرحمت فرمائے۔ آمین۔

آج انسان' انسان کے حقوق نہیں پہچانتا' بھائی بھائی کو اور اولاد ماں باپ کو اپنی نظر میں کوئی اہمیت نہیں دیتی جس کا نتیجہ نظم عالم میں فساد ہوتا ہے۔ اسلام کی نظر میں حقوق العباد رشتہ داروں کو شامل ہیں بلکہ والدین کا حق رب حقیقی نے اپنے بعد فوراً بتلایا۔ یہ اس کے بعد اور رحمی رشتوں کے حقوق آتے ہیں۔

یہ زریں تعلیمات اگر ماں باپ اپنی اولاد کو ذہن نشین کرادیں تو خود ان کی زندگی کتنی پرسکون ہو مگر شاید ایک فیصدی مسلمان ہی ان پیاری تعلیمات سے واقف ہوں۔

حقوق والدین کے لئے ارشاد ربانی ہے:

''اور تمہارے رب نے حکم کردیا ہے کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو' اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو ''ہوں'' نہ کہو اور نہ جھڑکو اور ان سے ادب کی بات کرو اور ان کے سامنے عاجزی و نیازمندی کے ساتھ کندھے جھکاؤ اور یہ کہو کہ اے رب! ان پر رحم فرما جیسا انہوں نے مجھے چھوٹا سا پالا۔'' (پ۱۵ع۳)

''اور ہم نے انسان کو ماں باپ کے واسطے تاکید کردی' اس کی ماں نے تھک تھک کر اس کو پیٹ میں رکھا اور اس کا دودھ چھڑانا ہے دو برس میں کہ میرا حق مان اور اپنے ماں باپ کا' آخر مجھ ہی تک آنا ہے' اور اگر وہ دونوں تجھ سے اس بات پر اڑیں کہ میرا شریک مان اس چیز کو جو تجھ کو معلوم نہیں تو ان کا کہنا مت مان اور دنیا میں دستور کے مطابق ان کا ساتھ دے اور اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع

ہوا۔" (پ۲۱ع۱۱)

رحمی قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک کی ان الفاظ سے تعلیم وتاکید فرمائی ہے:

"اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کے واسطے سے آپس میں سوال کرتے ہو اور خبردار رہو قرابت والوں سے یقین جانو اللہ تم پر نگہبان ہے۔" (پ۴ع۱۲)

سب قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، پڑوسیوں، ماتحتوں، ساتھیوں کے ساتھ حسن سلوک اور تکبر نہ کرنے کی ہدایت فرمائی گئی:

"اللہ کی بندگی کرو، اس کا کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو، اور قرابت داروں کے ساتھ اور یتیموں، فقیروں اور قرابت دار اور اجنبی پڑوسی اور ساتھ بیٹھنے والے اور مسافر کے ساتھ اور مملوک وماتحت کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ اللہ تعالیٰ اترانے والوں اور بڑائی کرنے والے کو پسند نہیں فرماتا۔" (پ۵ع۳)

اس آیت مبارکہ میں روزمرہ کی معیشت کے زریں اصول جمع فرما دیے گئے ہیں، یہ ممکن نہیں کہ کوئی ان اخلاق حمیدہ پر عمل پیرا ہو اور دنیا اس کی تعریف میں رطب للسان نہ ہو، اور جب خدا کا حکم جان کر ان پر عمل کرے گا تو عبادت کا ثواب بھی ملتا جائے گا اور خدا کا قرب حاصل ہوگا "صاحب بالجنب" میں برابر کے کمرے میں کام کرنے والا ساتھی افسر اور ساتھ میز پر بیٹھنے والا بھی داخل ہے اور کارخانہ میں ساتھ مزدوری کرنے والا بھی۔

حق تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے والا یقیناً ان پر عمل کا جویا ہوگا، نہ خدا کی ناراضگی اور عتاب دور نہیں، جس کا پہلا ثمرہ نظام دنیا میں فساد اور بے چینی اور اُخروی نتیجہ معاذ اللہ خدا کی ناراضگی ہوگا۔

"پھر تم سے توقع ہے کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو ملک میں خرابی ڈالو اور اپنی قرابتیں قطع کرو، ایسے لوگ ہیں جن کو اللہ نے اپنی رحمت سے محروم کر دیا پھر ان کو بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں اندھی کر دیں۔" (پ۲۶ع۷)

الغرض خداوند کریم نے ایک مختصر اور جامع ہدایت فرمائی:

"مت خرابی ڈالو زمین میں اس کی اصلاح کے بعد اور اس کو پکارو ڈر اور توقع سے یقیناً اللہ تعالیٰ کی رحمت نیک کام کرنے والوں سے نزدیک ہے۔" (پ۸ع۱۴)

صرف یہی نہیں کہ قرابت داروں کے حقوق بتلائے گئے ہوں بلکہ عام رہن سہن کے آداب بھی سکھائے گئے، اخلاق فاضلہ اختیار کرنے کا حکم فرمایا گیا اور تکبر، خود پسندی اور بے رخی جیسے اوصاف ذمیمہ کی نشاندہی فرما کر ان کی بیخ کنی کی گئی۔ ان ہدایات کو بغور دیکھیں اور فیصلہ کریں کہ اگر ان پر عمل کیا جائے تو کیا واقعی دنیا میں جنت کے امن کا نمونہ پیدا ہوگا کہ نہیں؟

"اور زمین پر اتراتا ہوا مت چل، تو زمین کو پھاڑ نہ ڈالے گا اور نہ پہاڑوں تک لمبا ہو کر پہنچے گا۔" (سورۂ بنی اسرائیل)

"اور لوگوں کے سامنے اپنے گال مت پھیلا اور زمین پر اترا کر مت چل، اللہ تعالیٰ کو کوئی اترانے والا اور بڑائیاں کرنے والا نہیں بھاتا، درمیانی چال چل اور اپنی آواز نیچی رکھ۔" (سورۂ لقمان)

تکبر، بخت واقبال کی وجہ سے ہو یا جوش ایمانی کے باعث بہرحال مذموم ہے اور خداوند کریم کی ناراضگی کا مستوجب ہے، جو شخص ایسا کرتا ہے نہ وہ زمین کا نقصان کرتا ہے نہ پہاڑوں کے برابر ہو سکتا ہے بلکہ وہ اخلاق حسنہ کا دامن چھوڑ دیتا ہے۔

قرآن حکیم کی تعلیم سے ہمیں سلامت روی کی چال چلنے کا درس حاصل ہوتا ہے مگر:

افسوس ہم چلے نہ سلامت روی کی چال
یا بے خودی کی چال چلے یا خودی کی چال

قرآن حکیم نے آداب معاشرت بھی تعلیم فرمائے، مثلاً کسی سے ملاقات کے لئے جاؤ تو ان باتوں کا خیال رکھو:

"اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا کسی کے گھر میں اس وقت تک مت جایا کرو جب تک اجازت نہ لے لو اور ان گھر والوں کو سلام نہ کرلو، تمہارے حق میں یہ بہتر ہے تاکہ تم یاد رکھو، پھر اگر گھر میں کسی کو نہ پاؤ تو اس میں نہ داخل ہو جب تک کہ تم کو اجازت نہ ملے، اور اگر تم کو جواب ملے کہ واپس چلے جاؤ تو واپس چلے جایا کرو تمہارے لئے پاکیزگی اسی میں ہے۔" (پ۱۸ع۱۰)

انسان اگر زبان سے ذرا بے احتیاطی کرے تو زندگی وبال ہو جاتی ہے، آپس میں سینکڑوں چھوٹی چھوٹی شکایات پیدا ہو جاتی ہیں اور وہ بڑھ کر فساد کی شکل اختیار کر لیتی ہیں، اس لئے ہدایت ہوئی کہ زبان کو مقید رکھیں اور حسب ذیل اصول پر زندگی گزاریں:

"اے ایمان والو! ایک دوسرے کا تمسخر مت اڑاؤ، کیا خبر وہ ان تمسخر کرنے والوں سے بہتر ہی ہو، اور نہ عورتیں دوسری

عورتوں کا شاید وہ ان سے بہتر ہوں' اور ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ اور نہ کسی کی چڑ ڈالو ایمان کے بعد گناہگاری والا نام بُرا ہے اور جو کوئی توبہ نہ کرے تو وہی ہیں بے انصاف۔'' (سورۂ حجرات)

''اے ایمان والو! بدگمانی سے بہت بچتے رہو یقیناً بعض تہمت گناہ ہوتی ہے اور کسی کا بھید نہ ٹٹولو اور پس پشت ایک دوسرے کو برا نہ کہو کیا کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے بھائی کا جو مردہ ہو گوشت کھائے' تو تمہیں اس سے گھن آتا ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ یقیناً معاف کرنے والا مہربان ہے۔'' (سورۂ حجرات)

انسان کو اپنی حقیقت سامنے رکھنی چاہئے' جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''تم کسی سے بہتر نہیں ہو سوائے اس کے کہ تقویٰ کی وجہ سے فضیلت حاصل کرلو۔''

''اور تمہاری ذاتیں اور قبیلے آپس کی پہچان کے لئے رکھ دیں' اللہ کے نزدیک تو یقیناً وہی بڑا ہے جو زیادہ ادب والا ہو اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا باخبر ہے۔'' (سورۂ حجرات)

تمسخر کرنے سے لوگوں کی نظر میں وقار باقی نہیں رہتا اور اس سے قسم قسم کے نقصانات ہوتے ہیں کیونکہ جس کا مذاق اڑایا جاتا ہے اس کی دل شکنی ہوتی ہے وہ بدلہ لینے کے لئے جواباً ہر طرح ذلیل کرنے کی کوشش کرتا ہے اس بری عادت سے وہ انسان لوگوں کی نظر میں اتنا گر جاتا ہے کہ کوئی اچھی بات ہی کیوں نہ کہے وہ موثر ثابت نہیں ہوتی۔ لہٰذا ہر شخص کو چاہئے کہ اس بُری عادت سے اجتناب کرے اور اللہ تعالیٰ نے جو اخلاق حمیدہ تعلیم فرمائے ہیں' انہیں اختیار کرے۔

آیت مبارکہ میں ایک دوسرے پر عیب لگانے اور کسی کی چڑ ڈالنے سے بھی منع فرمایا' کیونکہ ان حرکات سے فتنے ابھرتے ہیں اور ایسے شخص سے لوگ خود متنفر ہو جاتے ہیں۔ اگر ان حرکات سے اجتناب نہ کیا جائے تو نفرت وعداوت کی خلیج روز بروز وسیع تر ہوتی جاتی ہے' قلوب میں اس قدر بعد ہو جاتا ہے کہ صلح واختلاف کی کوئی امید باقی نہیں رہتی۔ آیت مبارکہ میں خداوند قدوس نے اس قسم کی باتوں سے منع فرمایا۔

مال اور جان سے کسی کے کام آنا کسی کسی وقت ہوتا ہے' البتہ خوش کلامی کی ہر وقت ضرورت ہوتی ہے' اس لئے اس سلسلہ میں بھی ارشاد ہوا:

''اور سب لوگوں سے اچھی طرح بات کیا کرو۔'' (سورۂ بقرہ)

خدا کے پسندیدہ بندے کسی کو برائی کا جواب برائی سے نہیں دیتے بلکہ:

''اور جب کھیل مذاق کی باتوں سے گزرتے ہیں تو بزرگانہ طور پر نکل جاتے ہیں۔'' (سورۂ فرقان)

''اور جب ان سے بے سمجھ لوگ بات کرنے (ہی) لگیں تو وہ کہہ دیتے ہیں: صاحب! سلامت۔'' (سورۂ فرقان)

''اور جب لغو باتیں سنیں تو ان سے کنارہ کریں اور کہہ دیں: ہمیں ہمارے کام اور تم کو تمہارے کام' سلامت رہو ہم کو بے سمجھ لوگ نہیں چاہئیں۔'' (سورۂ قصص)

یہ حقیقت ہے کہ اچھائی اور برائی برابر نہیں ہوتے۔ اس لئے برائی کے جواب میں برائی نہ کریں' بلکہ بہتر اور اشرف انداز اختیار کرنا چاہئے۔

''نیکی اور بدی برابر نہیں' جواب میں وہ کہو جو اس سے بہتر بات ہو' ایک دم یہ ہوگا کہ جس سے تمہاری دشمنی ہوگی وہ گویا قرابت دار دوست بن جائے گا۔'' (سورۂ حٰم سجدہ)

تبلیغ ہر مسلمان کا ہر موقع پر فرض ہے' اس لئے جب کسی غیر مسلم سے تبلیغی گفتگو ہو تو نہایت نفیس و پُر مغز گفتگو ہونی چاہئے۔

''اپنے رب کی راہ پر پکی باتیں سمجھا کر اور بہتر طرح نصیحت سنا کر بلاؤ۔'' (سورۂ نحل)

تبلیغ کے جواب میں اگر وہ سخت انداز اختیار کریں تو مسلمان کو اجازت نہیں کہ وہ اس کو جواب میں اسی طرح کی بدخوئی' درشتی یا سب وشتم کا طریقہ اختیار کرے۔ آقائے نامدار نے ایک دن فرمایا: وہ شخص برا ہے جو اپنے ماں باپ کو گالی دے' کسی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ایسا کون ہے جو اپنے ماں باپ کو گالی دے؟ فرمایا کہ جو دوسروں کے ماں باپ کو گالی دیں گے تو گویا اس نے خود ہی اپنے ماں باپ کو گالی دی' کیونکہ اس نے یہ خیال نہ کیا کہ بات کہاں تک پہنچے گی؟

''اور تم لوگ ان کو بُرا نہ کہو جن کی یہ خدا کے سوا پرستش کرتے ہیں کہ وہ بے ادبی سے بے سمجھے اللہ کو بُرا کہنے لگیں۔'' (سورۂ انعام)

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ہی جامع اور کریمانہ اخلاق کی طرف قرآن حکیم نے نشاندہی فرمائی ہے:

''اور آپ پیدا ہوئے ہیں بڑے خلق پر۔'' (سورۂ ن)

''تو اللہ ہی کی رحمت ہے کہ تم ان کے لئے نرم دل ہو گئے اور اگر تم ہوتے تند

سخت دل تو تمہارے پاس سے منتشر ہوگئے ہوتے۔" (سورۃ آل عمران)

جو رحمت خداوندی قلب اطہر میں پوری مخلوق کے لئے اور خصوصاً امت مرحومہ کے لئے ودیعت فرمائی گئی تھی وہ قرآن حکیم میں ان کلمات سے ظاہر فرمائی گئی:

"تمہارے پاس تم ہی میں کا رسول آیا اسے تمہاری تکلیف گراں معلوم ہوتی ہے' وہ تمہاری بھلائی کے حریص ہیں' ایمان والوں پر نہایت شفیق و مہربان ہیں۔" (سورۃ توبہ)

تمہاری خیر خواہی اور نفع رسانی کی خاص تڑپ ان کے دل میں ہے' لوگ دوزخ کی طرف بھاگتے ہیں' آپ ان کی کمریں پکڑ پکڑ کر ادھر سے ہٹاتے ہیں' آپ کی بڑی کوشش اور آرزو یہ ہے کہ خدا کے بندے اصلی بھلائی اور حقیقی کامیابی سے ہمکنار ہوں' کیونکہ:

"نبی ہمارا خدا کا پیارا' رؤف بھی ہے رحیم بھی ہے"

جب آپ تمام جہاں کے اس قدر خیر خواہ ہیں' تو خاص ایمانداروں کے حال پر ظاہر ہے کس قدر شفیق ومہربان ہوں گے؟

حضرات! آیئے ہم سب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان شفقت' خیر خواہی اور دل سوزی کی قدر کریں اور آپؐ کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہو کر دارین کی سعادتیں حاصل کریں۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک اور اس کے احکام بھلا دیئے اس کی یاد سے غفلت اور بے پروائی برتی' اللہ تعالیٰ نے خود ان کی جانوں سے ان کو غافل اور بے خبر کر دیا کہ آنے والی آفات سے اپنے بچاؤ کی کچھ فکر نہ کریں اور نافرمانیوں میں غرق ہو کر دائمی خسارے اور ابدی ہلاکت میں جا پڑیں۔

عزیزان گرامی! آج آنے والی ہلاکتوں سے بچنے کے لئے صرف ایک ہی علاج ہے اور امن عالم کے قیام کا یہی واحد ذریعہ ہے کہ ہم قرآن کریم کی ہدایات کے سامنے جھک جائیں۔

یہ کیا قیامت ہے کہ ایک لمحہ اور دقیقہ کے لئے بھی ہمارے دل میں یہ خیال نہیں گزرتا کہ سب سے پہلے اس کو تو اپنے سے راضی کرلیں کہ جس کے دروازے سے بھاگ کر ہم نے ذلت و نامرادی کی ٹھوکریں کھائیں' جو ہمیں موت کی جگہ حیات' ذلت کی جگہ عزت اور زوال کی جگہ عروج عطا کرنے کو اب بھی تیار ہے' یہ کتنا افسوس وحسرت کا مقام ہے کہ ہمارے دلوں پر قرآن کا اثر کچھ نہ ہو حالانکہ قرآن کی تاثیر اس قدر زبردست اور قوی ہے کہ اگر وہ پہاڑ جیسی سخت چیز پر اتارا جاتا اور اس میں سمجھ کا مادہ موجود ہوتا تو وہ بھی متکلم کی عظمت کے سامنے خوف کی وجہ سے پھٹ کر پارہ پارہ ہو جاتا۔

حضرات! آیئے ہم سب مل کر تعلیمات قرآنی کو اپنائیں اور اس پر عمل پیرا ہو کر ثابت کر دیں کہ آج کی دنیا جس امن عالم کی متلاشی ہے' وہ قرآن حکیم و فرقان عظیم کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔

یاد رکھو اس دور الحاد و زمانہ قرب قیامت میں اگر امن وسلامتی چاہتے ہو تو دنیا کے کونے کونے میں اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کے لئے پیکر عمل بن کر تدبر سے تفکر سے اخلاق سے اخلاص سے ایثار سے کام لو اور دنیا کے درندہ صفت انسانوں کے دلوں کی گہرائیوں میں اتر کر ثابت کر دو کہ امن عالم کا قیام صرف قرآنی تعلیمات میں مضمر ہے۔

☆☆..........☆☆

بقیہ: گزشتہ قوموں کے حالات

ہوں کہ اپنی شہادت کی انگلی منہ میں ڈال کر اس کو چوستے ہوئے' اس بچے کے دودھ پینے کی کیفیت بیان فرما رہے ہیں۔

راوی کہتے ہیں کہ کچھ دیر کے بعد لوگ ایک لونڈی کو مارتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے کہ تو نے زنا کیا ہے' چوری کی ہے گزرے وہ مارتے جاتے تھے اور لونڈی کہتی جاتی تھی۔ اللہ میرے لئے کافی ہے' وہ بہترین نگہبان ہے' بچے کی ماں نے یہ منظر دیکھ کر کہا: اے اللہ! تو میرے لڑکے کو ایسا (ذلیل وخوار) نہ بنا' بچہ نے دودھ پینا چھوڑ کر اس لڑکی کی طرف دیکھا اور کہا اے اللہ تو مجھ کو اس (لڑکی) جیسا بنا۔

اس کے بعد ماں اور بچے میں گفتگو ہوئی' ماں نے کہا تعجب ہے! ایک آدمی اچھی حالت میں گزرا میں نے دعا کی کہ اے اللہ میرے بچے کو ایسا بنا' تو تم نے کہا: اے اللہ! مجھ کو اس جیسا نہ بنا اور باندی کو لے کر گزرے وہ لوگ اس کو مار رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ تم نے زنا کیا ہے' تم نے چوری کی ہے تو میں نے دعا کی کہ اے اللہ میرے بچے کو ایسا نہ بنا اور تم نے کہا کہ اے اللہ تو مجھ کو اس باندی جیسا بنا؟

بچے نے جواب دیا: یہ آدمی ظالم ہے' اس لئے میں نے کہا اے اللہ! تو مجھ کو ایسا نہ بنا اور یہ باندی جس سے کہہ رہے ہیں کہ تم نے زنا کیا ہے' حالانکہ اس نے زنا نہیں کیا ہے' نہ چوری کی ہے تو میں نے دعا کی کہ اے اللہ! مجھے ایسا بنا۔

اس قصہ میں فکر آخرت کی ایسی ترغیب ہے اور اسطرح ڈرایا گیا ہے' جس کی زیادہ تشریح کرنے کی ضرورت نہیں۔

☆☆..........☆☆

صلہ رحمی کی اہمیت

مولانا حکیم سید عبدالحی حسنیؒ

اس زمانہ میں سب سے بڑا عیب جو ہم مسلمانوں میں پیدا ہوگیا ہے' وہ یہ ہے کہ نیکی کرنے کا خیال دلوں سے اٹھ گیا ہے' ہمارا کوئی کام خودغرضی سے خالی نہیں ہوتا' طمع وحرص کی ترغیبوں نے ہم کو مغلوب کردیا ہے' جھگڑوں کا طوفان موجزن ہے' بھائیوں کی رسوائی پر خوشیاں منائی جاتی ہیں' تنگ دستی نے حواس کو ایسا مختل کردیا ہے کہ نہ اپنی ہستی سوجھتی ہے نہ دوسروں کی حالت کا اندازہ ہوتا ہے' ہمارے سارے حرکات وسکنات پر خودغرضی فرمانروا ہے۔

ہمارے بزرگوں کی حالت ایسی نہ تھی' ان کے اخلاق ایسے پاکیزہ تھے' جن کی مثال دیکھنے کو اب آنکھیں ترستی ہیں۔ اخلاق' محبت' مروت' دوستی کا برتاؤ' دوستی کا پاس' رحم دلی' نیکی' فیاضی' متانت' چھوٹوں کے ساتھ الفت' بڑوں کا ادب' غریبوں کے ساتھ ہمدردی' قومی یگانگت' سب ان میں جمع تھے۔ پہلے جن دو شخصوں میں دوستی ہوجاتی تھی تو اس کا نباہ ان کی ذات تک ختم نہیں ہوجاتا تھا بلکہ ان کی اولاد اور اعزہ تک پہنچتا تھا۔ ایک دوست کا بیٹا' اپنے باپ کے دوست کو چچا کہتا تھا' اس کے بیٹے کو بھائی خیال کرتا تھا' اسی طرح ان کے گھر کی بیویوں میں باہم ارتباط پیدا ہوجاتا تھا اور کئی پشتوں تک اس کا سلسلہ قائم رہتا تھا۔

اس زمانہ میں یہ سب باتیں موقوف ہوگئیں ہیں' اخلاق باقی نہیں رہا' محبت دلوں سے کافور ہوگئی' مروت کرنا بے وقوفی میں داخل ہے' دوستی اور دوستی کا پاس اگلے لوگوں کی سادہ لوحی سمجھی جاتی ہے' نہ چھوٹوں کو بڑوں کا ادب رہ گیا ہے' نہ بڑوں کو چھوٹوں کی الفت رہ گئی ہے' غریبوں کے ساتھ ہمدردی کی جگہ قومی ہمدردی نے لے لی ہے' مگر یہ بے معنی لفظ صرف زبانوں پر ہے' دل میں اس کا کچھ اثر نہیں۔

دوستی کے رشتہ کے لحاظ سے عزیز داری کے برتاؤ کی اب خواہش نہ کرو' یہ دیکھو کہ اب عزیزوں میں بھی عزیز داری باقی ہے یا نہیں؟ ماں باپ کو اپنی اولاد سے اور اولاد کو اپنے ماں باپ سے اب اس وقت تک پاسداری رہتی ہے جب تک کہ کوئی معاملہ نہیں پڑتا' غیروں کے ساتھ بھولے سے اگر نیکی ہوجائے تو ممکن ہے' مگر عزیزوں کے ساتھ نیکی کرنا گناہ کبیرہ ہے' غیروں سے کسی وقت ہنسنا بولنا جائز ہے مگر عزیزوں سے کھل کر ملنے میں کسر شان ہے' غیروں سے کھنچنا بداخلاقی ہے مگر عزیزوں سے ترش روئی کرنا خودداری میں داخل ہے' یہاں تک کہ بعض موقعوں پر اپنے خاص عزیزوں سے رشتہ ظاہر کرنے میں ہم کو تامل ہوتا ہے' بات بات پر لڑنا ہمارا شیوہ ہوگیا ہے' ذرا ذرا سی بات پر عزیزوں کے ساتھ بگاڑ کرلیا جاتا ہے' رشتے ناطے توڑ دیئے جاتے ہیں۔

قصہ مختصر ہماری اخلاقی حالت ایسی پست اور ردی ہوگئی ہے کہ جس نے ہمارے دل کو' دماغ کو' عبادات ومعاملات کو' سب ہی چیزوں کو راہ راست سے منحرف کردیا ہے اور ہماری وہ حالت ہوگئی ہے جو رسالت کے چمکنے سے پہلے عرب کی حالت تھی۔

اس خیال سے کہ شاید ہمارے دوستوں کو اس بات کی خبر نہ ہو کہ اسلام میں صلہ رحمی کی کس قدر تاکید فرمائی گئی ہے اور قطع رحمی سے کتنا ڈرایا گیا ہے۔ قرآن وحدیث کے ارشادات کا میں ایک مجموعہ پیش کرتا ہوں۔ مقصد یہ ہے کہ اہل اسلام کو عموماً اور میرے خاندان کے بزرگوں اور عزیزوں کو خصوصاً اس سے فائدہ پہنچے۔ اگر ایک گھرانے میں بھی اس سے نفع اٹھایا گیا تو میں سمجھوں گا کہ میں نے اپنی محنت کا صلہ پالیا۔

صلہ رحمی کے فوائد:

بعض فائدے خود ہم کو محسوس ہوتے ہیں اور کچھ فائدے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بتانے سے معلوم ہوتے ہیں۔ میں اس مقام پر صلہ رحمی کے انہیں فائدوں کا ذکر کروں گا' جو مشکوٰۃ نبوت سے ماخوذ ہیں' جو فائدے خود ہم کو محسوس ہوتے ہیں' ان کے بیان کرنے کی حاجت نہیں ہے' جو لوگ عقلمند ہیں وہ مجھ سے زیادہ ان فائدوں کو سمجھ سکتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صلہ رحمی سے محبت بڑھتی ہے' مال بڑھتا ہے' عمر بڑھتی ہی' رزق میں کشائش ہوتی ہے' آدمی بری موت نہیں مرتا' اس کی مصیبتیں اور آفتیں ٹلتی رہتی ہیں' ملک کی

آبادی اور سرسبزی بڑھتی رہتی ہے' گناہ معاف کئے جاتے ہیں' نیکیاں قبول کی جاتی ہیں' جنت میں جانے کا استحقاق حاصل ہوتا ہے' صلۂ رحمی کرنے والے سے خدا اپنا رشتہ جوڑتا ہے' جس قوم میں صلہ رحمی کرنے والے ہوتے ہیں' اس قوم پر خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

احادیث صحیحہ سے اس کا ثبوت لو:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم اپنی نسبوں کو سیکھو تا کہ اپنے رشتہ داروں کو پہچان کر ان سے صلۂ رحمی کر سکو' فرمایا کہ صلۂ رحمی کرنے سے محبت بڑھتی ہے' مال بڑھتا ہے اور موت وقت سے پیچھے ہٹ جاتی ہے۔ (ترمذی)

جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کے رزق میں کشائش ہو اور وہ بری موت نہ مرے تو اس کو لازم ہے کہ خدا سے ڈرتا رہے اور اپنے رشتے ناطے والوں سے اچھا سلوک کرتا رہے۔ (ترغیب وترہیب)

جو شخص صدقہ دیتا رہتا ہے اور اپنے رشتہ ناطے والوں سے اچھا سلوک کرتا رہتا ہے' اس کی عمر کو خدا دراز کرتا ہے اور اس کو بری طرح مرنے سے بچاتا ہے اور اس کی مصیبتوں اور آفتوں کو دور کرتا رہتا ہے۔ (ترغیب وترہیب)

رحم خدا کی رحمت کی ایک شاخ ہے' اس سے خدا نے فرمایا ہے کہ جو تجھ سے رشتہ جوڑے گا' اس سے میں بھی رشتہ ملاؤں گا' جو تیرے رشتہ کو توڑ دے گا اس کے رشتہ کو میں بھی توڑ دوں گا۔ (بخاری)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی رحمت' اس قوم پر نازل نہیں ہوتی' جس میں ایسا شخص موجود ہو جو اپنے رشتے ناطوں کو توڑتا ہو۔ (بیہقی)

بغاوت اور قطع رحمی سے بڑھ کر کوئی گناہ کا مستوجب نہیں کہ اس کی سزا دنیا ہی میں فوراً دی جائے اور آخرت میں بھی اس پر عذاب ہو۔ (ترمذی' ابوداؤد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہیں تشریف لے جا رہے تھے' راستے میں ایک اعرابی نے آکر آپ کی اونٹنی کی نکیل پکڑ لی اور کہا: یا رسول اللہ! مجھ کو ایسی بات بتایئے جس سے جنت ملے اور دوزخ سے نجات ہو۔ آپ نے فرمایا کہ تو خدا کی عبادت کر' اس کے ساتھ شریک مت کر' نماز پڑھ' زکوۃ دے اور اپنے رشتے ناطے والوں سے سلوک کرتا رہ' جب وہ چلا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ اگر میرے حکم کی تعمیل کرے گا تو اس کو جنت ملے گی۔ (بخاری ومسلم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم سے ملک کو آباد فرماتا ہے' اس کو دولت مند کرتا ہے اور کبھی دشمنی کی نظر سے اس کو نہیں دیکھتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس قوم پر اتنی مہربانی کیوں ہوتی ہے؟ فرمایا کہ رشتہ ناطے والوں کے ساتھ سلوک کرنے سے ان کو مرتبہ ملتا ہے۔ (ترغیب وترہیب)

آپ نے فرمایا کہ جو شخص نرم مزاج ہوتا ہے اس کو دنیا وآخرت کی خوبیاں ملتی ہیں' اور اپنے رشتہ ناطے والوں سے سلوک کرنے اور پڑوسیوں سے میل جول رکھنے اور عام طور پر لوگوں سے خوش خلقی برتنے سے ملک سرسبز اور آباد ہوتے ہیں اور ایسا کرنے والوں کی عمریں بڑھتی ہیں۔ (ترغیب وترہیب)

ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھ سے ایک بڑا گناہ ہو گیا ہے' میری توبہ کیونکر قبول ہو سکتی ہے۔ آپ نے پوچھا تیری ماں زندہ ہے؟ اس نے کہا: نہیں' فرمایا کہ خالہ؟ اس نے کہا جی ہاں' فرمایا کہ تو اس کے ساتھ حسن سلوک کر۔ (ترغیب وترہیب)

ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجمع میں یہ فرمایا کہ جو رشتہ داری کا پاس ولحاظ نہ کرتا ہو وہ ہمارے پاس نہ بیٹھیں۔ یہ سن کر ایک شخص اس مجمع سے اٹھا اور اپنی خالہ کے گھر گیا' جس سے کچھ بگاڑ تھا' وہاں جا کر اس نے اپنی خالہ سے معذرت کی اور قصور معاف کرایا' پھر دربار نبوت میں شریک ہو گیا' جب وہ واپس آ گیا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس قوم پر خدا کی رحمت نازل نہیں ہوتی' جس میں ایسا شخص موجود ہو جو اپنے رشتہ داروں سے بگاڑ رکھتا ہو۔ (ترغیب وترہیب)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر جمعہ کی رات میں تمام آدمیوں کے عمل اور عبادتیں خدا کی درگاہ میں پیش ہوتی ہیں' جو شخص اپنے رشتہ داروں سے بدسلوکی کرتا ہے' اس کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ (ترغیب وترہیب)

اہل قرابت کا درجہ اور مرتبہ:

"اللہ کی یاد سے دل مطمئن ہوتے ہیں۔" (القرآن)

خدا اور رسول کے بعد ماں باپ کا سب سے زیادہ حق ہے' ان کے بعد ذوی القربیٰ کا۔ قرآن مجید میں جابجا اس کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے' تمام آیتوں کی نقل کرنے کی ضرورت نہیں' صرف ایک دو آیتوں کو میں بیان کرتا ہوں' فرمایا:

"خدا کی بندگی کرو اور کسی کو (اس کی الوہیت اور استحقاق عبادت میں) شریک نہ سمجھو' اور اپنے ماں باپ کے ساتھ احسان کرو اور اپنے قرابت داروں کے ساتھ۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بہت سے حق داروں کا ذکر فرمایا ہے' مگر سب سے مقدم ومرجح

انہیں کو رکھا ہے' جن کا ذکر کیا گیا۔ سورۂ بنی اسرائیل میں بھی پہلے اپنی عبادت کا ذکر فرمایا ہے' پھر ماں باپ کے ساتھ احسان کرنے کی تاکید کی ہے' اس کے بعد فرمایا: "قرابت داروں کے حقوق ادا کرو۔"

ان دونوں آیتوں سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ سب سے پہلے خدا کا حق ہے' پھر ماں باپ کا' پھر ذوی القربیٰ کا' گویا حقوق کے لحاظ سے ذوی القربیٰ کا تیسرا درجہ ہے۔

احادیث سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے' اطمینان کی غرض سے میں کچھ احادیث بیان کرتا ہوں۔ روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہم کو سب سے پہلے کس کے ساتھ احسان کرنا چاہئے' آپؐ نے فرمایا کہ سب سے پہلے اپنی ماں کے اوپر احسان کرو' اس نے کہا پھر' آپؐ نے فرمایا کہ ماں پر اس نے پوچھا اور آپؐ نے پھر یہی جواب دیا' چوتھی بار آپؐ نے فرمایا کہ باپ پر' اس نے کہا پھر' آپؐ نے فرمایا: الاقرب فالاقرب' جو سب سے زیادہ رشتہ میں تم سے قریب ہو۔ (ترمذی)

ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کا ایک باغ تھا' بیرحا مسجد کے بالکل آمنے سامنے' اس باغ کا پانی نہایت شیریں تھا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی اس میں تشریف لے جاتے اور وہاں کا پانی نوش فرماتے' جب یہ حکم ہوا کہ جو چیز آدمی کو اچھی لگتی ہو' اس میں سے وہ خیرات کرے تو زیادہ ثواب ملتا ہے' یہ سن کر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اپنے مال میں سب سے زیادہ مجھ کو یہ باغ اچھا لگتا ہے' میں اسی کو خیرات کرتا ہوں' آپؐ جہاں مناسب سمجھیں اس کو لگا دیں' آپؐ نے خوش ہو کر فرمایا کہ یہ مال بہت فائدہ مند ہے' میں تمہارا مطلب سمجھا مگر اس کو اپنے قرابت داروں کو دے دو' ابوطلحہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کی جو مرضی ہو' مجھے اس میں کچھ عذر نہیں' آپؐ نے اس باغ کو ان کے رشتے ناطے والوں اور چچیرے بھائی بہنوں پر تقسیم فرما دیا۔ (بخاری و مسلم)

بی بی میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ایک لونڈی آزاد کر دی اور اس کی نوبت نہیں آئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کرتیں' جب ان کی باری کا دن آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھر کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے منور فرمایا' تو بی بی میمونہ کو لونڈی آزاد کرنا یاد آیا' انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے اپنی لونڈی آزاد کر دی' آپؐ نے فرمایا کہ کیا آزاد کر چکیں؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! آپؐ نے فرمایا کہ تم اسے اپنے ننھیال والوں کو دیتیں تو زیادہ ثواب ہوتا۔ (بخاری و مسلم)

ایک بار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو خیرات کرنے کا حکم دیا اور فرمایا اور کچھ نہ ہو تو زیوری کو خیرات کریں' حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے یہ حکم سن کر اپنے خاوند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو اگر کچھ ہرج نہ ہو تو جو کچھ مجھے خیرات کرنا ہے وہ میں تمہیں دے دوں؟ تم بھی تو محتاج ہو۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خود تم ہی جا کر پوچھو' یہ مسجد نبوی کے دروازہ پر حاضر ہوئیں' وہاں دیکھا تو ایک بی بی اور کھڑی تھیں اور وہ بھی اسی ضرورت سے آئی تھیں' ہیبت کے مارے ان دونوں کو جرأت نہ پڑتی تھی کہ اندر جا کر خود حضورؐ سے پوچھیں' حضرت بلال رضی اللہ عنہ نکلے تو ان دونوں نے کہا کہ حضورؐ سے جا کر کہو کہ دو عورتیں کھڑی پوچھتی ہیں کہ ہم لوگ اپنے خاوندوں پر اور یتیم بچوں پر جو ہماری گود میں ہوں' صدقہ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ حضرت بلالؓ سے چلتے چلتے یہ بھی کہہ دیا کہ تم یہ نہ کہنا کہ ہم کون ہیں' حضرت بلالؓ نے عرض کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون پوچھتا ہے؟ حضرت بلالؓ نے کہا کہ ایک قبیلہ انصار کی بی بی ہیں اور ایک زینب' آپؐ نے فرمایا کہ کون زینب؟ انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی! آپؐ نے فرمایا: کہہ دو کہ ان کو دوہرا ثواب ملے گا' قرابت کی پاسداری کا علیحدہ اور صدقہ کرنے کا علیحدہ۔ (بخاری و مسلم)

قربان جایئے ایسے رسول علیہ السلام پر جس نے ہم کو وہ باتیں سکھائی ہیں' جن سے ہماری دنیا بھی بنتی ہے اور دین بھی سنورتا ہے۔

☆☆............☆☆

حضرت ڈاکٹر محمد صابر صاحب کے لئے دعائے صحت کی اپیل

سلسلہ تھانوی کے شیخ طریقت اور حضرت اقدس حاجی محمد فاروق صاحبؒ (سکھر) کے جانشین و خلیفہ مجاز حضرت ڈاکٹر محمد صابر مدظلہ العالی شدید علیل ہیں اور کراچی میں سول ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ قارئین ہفت روزہ ختم نبوت سے درخواست ہے کہ حضرت ڈاکٹر صاحب کی جلد از جلد صحت یابی کے لئے خصوصی دعاؤں کا اہتمام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے اور ان کے فیوض و برکات سے ان کے احباب و مریدین کو مالا مال فرمائے۔ آمین۔

ترجمہ: مولانا شمس الحق ندوی

گزشتہ قوموں کے حالات' ایک سبق

آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کے سامنے اکثر ایسا ہوتا کہ قصوں اور گزشتہ قوموں کے حالات وواقعات بیان فرماتے' جس کا سننے والوں پر بہت اچھا اثر پڑتا' اور اس طرح ان کے ذہن کو بہتر طریقہ پر موڑا جاتا' اس لئے کہ سامعین بڑی توجہ اور پوری بیداری کے ساتھ ان قصوں اور حالات کو سنتے جس کا دل اور گوش شنوا پر بہتر سے بہتر اثر پڑتا' اس لئے کہ اس میں مخاطب کو کرنے نہ کرنے کا کوئی حکم نہ ہوتا بلکہ دوسروں کے حالات بیان فرما کر ان کو سبق ملتا اور نصیحت حاصل ہوتی' نمونہ سامنے آتا اور اقتداء کا احساس از خود بیدار ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم میں یہی انداز بیان پیش فرمایا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

''اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)!
اور پیغمبروں کے وہ سب حالات جو ہم
تم سے بیان کرتے ہیں' ان سے ہم
تمہارے دل کو قائم رکھتے ہیں۔''

(سورۂ ہود: ۱۲۰)

اسی انداز کی حدیث درج ذیل ہے' جس کو مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے:

''آپ ؐ نے فرمایا: ایک شخص اپنے بھائی سے جو دوسرے گاؤں میں رہتا تھا' ملاقات کو چلا' اللہ تعالیٰ نے اس کے راستہ میں ایک فرشتہ کو لگا دیا' جب فرشتہ اس شخص کے پاس آیا تو سوال کیا تم کہاں جا رہے ہو؟ اس شخص نے جواب دیا: اس گاؤں میں میرا ایک بھائی رہتا ہے' اس سے ملنے جا رہا ہوں۔ فرشتہ نے سوال کیا کیا اس کے پاس تمہاری کوئی جائیداد وغیرہ ہے' جس کو دیکھنے اور نگرانی کی غرض سے جا رہے ہو؟ اس شخص نے جواب دیا: نہیں! ایسا کوئی مقصد نہیں ہے' اس

تحریر: شیخ عبدالفتاح ابو غدہؒ

سے اللہ واسطے محبت کرتا ہوں' اس محبت ہی کے سبب اس سے ملنے جا رہا ہوں' یہ جواب سن کر اس فرشتہ نے کہا: مجھے تمہارے پاس اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے' اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس بھائی سے محبت کے سبب تم سے محبت فرماتا ہے۔''

اسی انداز سے تعلیم دینے کا آپ ؐ کا وہ طریقہ بھی ہے جس حدیث میں آپ نے جانوروں پر رحم کرنے اور ان کا خیال رکھنے کی تعلیم دی ہے اور ان کو تکلیف پہنچانے اور ستانے پر عذاب خداوندی سے ڈرایا ہے۔

بخاری و مسلم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ایک شخص سفر کر رہا تھا' دوران سفر اس کو بہت زور کی پیاس لگی' اس کو ایک کنواں ملا وہ کنویں میں اتر گیا' پانی پیا پھر باہر نکل آیا' اچانک کیا دیکھتا ہے کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے' اور (پیاس کی شدت میں) کیچڑ چاٹ رہا ہے' یہ منظر دیکھ کر اس آدمی نے اپنے دل میں کہا یہ کتا بھی پیاس کی شدت کی اسی تکلیف میں مبتلا ہے' جس میں میں تھا' چنانچہ وہ دوبارہ کنویں میں اترا اور اپنے خف میں پانی بھرا اور اس کو اپنے منہ سے پکڑ لیا' یہاں تک کہ اوپر آ گیا' اور کتے کو پانی پلایا' اس کی یہ ادا اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند آئی کہ اس کی مغفرت فرما دی۔''

یہ واقعہ سن کر صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا جانوروں پر رحم کرنے اور ان کو آرام پہنچانے سے ہم کو ثواب ملتا ہے؟ آپ ؐ نے فرمایا:

''ہر جاندار چیز کو آرام پہنچانے میں ثواب ہے۔''

بخاری و مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی

اللہ عنہ سے ایک دوسری روایت میں نقل کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک کتا سخت پیاس کی وجہ سے جاں بلب ایک کنویں کے گرد چکر لگا رہا تھا کہ اتنے میں بنی اسرائیل کی ایک فاحشہ عورت کی اس پر نظر پڑی' اس نے اپنا خف نکالا اور دوپٹہ سے باندھ کر اس کے ذریعہ پانی نکالا' اور یہ پانی اس کتے کو پلادیا' اس کے اس عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی مغفرت فرمادی۔

بخاری و مسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا' اس عورت نے اپنی بلی کو باندھ دیا' یہاں تک کہ وہ مرگئی' اس کے سبب اس عورت کو جہنم میں ڈال دیا گیا' چونکہ اس نے بلی کو باندھ دیا اور اس کو کھانا نہ دیا' نہ پانی دیا نہ ہی اس کو چھوڑا کہ کچھ کھائے پیئے' لہٰذا عذاب دیا گیا۔ بخاری و مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے' انہوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پالنے کے اندر صرف تین بچوں نے بات کی ہے:

۱:...... حضرت عیسیٰ بن مریم۔

۲:...... صاحب جریج: جریج ایک عبادت گزار شخص تھے' انہوں نے اپنے لئے عبادت کی خاطر ایک جگہ متعین کرلی تھی' وہیں عبادت و نماز میں مشغول رہا کرتے تھے' وہ نماز پڑھ رہے تھے کہ اسی درمیان ان کی والدہ آئیں اور ان کو آواز دی: جریج! آواز سن کر جریج نے کہا: اے میرے مالک میری ماں اور نماز (یعنی اب کیا کروں؟) یہ کہہ کر نماز میں مشغول رہے (یعنی ماں کو جواب نہ دیا) والدہ واپس چلی گئیں' دوسرے دن پھر یہی صورتحال پیش آئی۔ والدہ آئیں تو وہ نماز پڑھ رہے تھے' والدہ نے آواز دی جریج! پھر انہوں نے کہا اے میرے مالک میری ماں اور نماز (یہ کہہ کر) نماز میں مشغول رہے' والدہ اسی طرح دوسرے دن بھی واپس چلی گئیں۔

اس کے بعد پھر تیسرے دن والدہ آئیں تو جریج نماز پڑھ رہے تھے' پھر انہوں نے آواز دی جریج! جریج نے پھر یہ کہہ کر میرے رب میری والدہ اور نماز! نماز میں مشغول رہے (جب تیسرے دن بھی) وہ والدہ کی طرف متوجہ نہ ہوئے تو انہوں نے بددعا دی کہ اے اللہ! جریج کی موت اس وقت تک نہ آئے جب تک کہ یہ فاحشہ عورت کی طرف نہ دیکھے۔

ایک دن بنی اسرائیل کے کچھ لوگ جریج کی عبادت و بزرگی کا تذکرہ کررہے تھے' ایک فاحشہ عورت تھی جو اپنے حسن و جمال میں مشہور تھی اس نے کہا: تم چاہو تو میں ان کو اپنے جال میں پھانس لوں' چنانچہ وہ جریج کے سامنے آئی' وہ اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے' چنانچہ اس نے یہ حرکت کی کہ ایک چرواہے سے زنا کیا جو جریج کی عبادت گاہ ہی میں رہتا تھا' اس چرواہے سے وہ حاملہ ہوگئی' جب بچہ پیدا ہوا تو اس نے کہا یہ جریج سے پیدا ہوا ہے۔ اس فاحشہ کے بہتان پر لوگ جریج کے پاس آئے اور ان کو مارنا شروع کیا۔ (ایک روایت ہے کہ ان کو بستی میں گھمایا گیا اور ذلیل کیا۔ جب فاحشہ عورتوں کے محلے سے گزرے تو وہ سب جریج کو دیکھنے کے لئے نکل آئی تھیں' انہیں دیکھ کر جریج مسکرائے ان لوگوں نے کہا زانی عورتوں کو دیکھ کر مسکرایا)۔ جریج نے ان لوگوں سے پوچھا کیا بات ہے' بھائی کیوں مار رہے ہو؟ انہوں نے کہا تم نے اس فاحشہ عورت سے زنا کیا ہے' تمہیں سے اس کے بچہ پیدا ہوا ہے' جریج نے پوچھا بچہ کہاں ہے؟ وہ لوگ بچے کو لائے جریج نے کہا: مجھے نماز پڑھنے کا موقع دو' انہوں نے نماز پڑھی' نماز پڑھ کر بچے کے پاس آئے اور اس کے پیٹ میں کچوکہ لگایا اور کہا: اے بچے تیرا باپ کون ہے؟ بچے نے جواب دیا' فلاں چرواہا۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ دیکھ کر لوگ جریج کو بوسہ دینے لگے اور ان کا جسم سہلانے لگے' اور کہا کہ ہم تمہاری عبادت گاہ سونے کی بنادیں گے' جریج نے کہا نہیں وہ مٹی کی جیسی بنی ہوئی تھی' ویسی ہی بنادو چنانچہ ان لوگوں نے ان کی عبادت گاہ بنوادی۔ (ایک روایت میں ہے کہ جب وہ اپنی عبادت گاہ میں گئے تو لوگوں نے پوچھا کہ آپ ہنسے کیوں تھے تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے اپنی والدہ کی بددعا یاد آگئی (یعنی میری یہ آزمائش والدہ کی نافرمانی کی وجہ سے ہوئی)۔

۳:...... تیسرا بچہ جس نے بات کی اس کا قصہ یہ ہے کہ ایک بچہ ماں کا دودھ پی رہا تھا' اسی حال میں شاندار سواری پر نہایت خوش پوشاک ایک شخص گزرا' اس بچے کی ماں نے کہا: اے اللہ! تو میرے بچے کو ایسا ہی (خوشحال) بنا' جیسا یہ شخص ہے' بچہ دودھ پینا چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہوا اور کہا اے اللہ! مجھے اس شخص جیسا نہ بنا (یہ کہا) اور پھر دودھ پینے لگا' راوی کہتے ہیں جیسے میں اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا

باقی صفحہ ۱۲ پر

حجاب' نومسلموں کی نگاہ میں

اے ایم نعمانی

ابتداء سے ہی حجاب کے مفید یا مضر ہونے کے بارے میں اس کے حامی اور مخالفین دلائل پیش کرتے رہے ہیں' لیکن حقیقت کیا ہے؟ اس لئے یہ مناسب ہے کہ ان خواتین کی رائے کو فوقیت دی جائے جو موجودہ جدید دور سے تعلق رکھتی ہیں اور جنہوں نے تصویر کے دونوں رخ دیکھے ہیں۔

آیئے دیکھیں ان کے تاثرات جو مندرجہ ذیل خطوط میں بیان کیے گئے ہیں:

پہلا خط

ایک نومسلمہ خاتون لکھتی ہے کہ تین سال پہلے کا ذکر ہے' جب میں نے دو مسلم بہنوں کے سامنے کھڑی ہوکر اعلانیہ طور پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا اعلان کیا تھا' اس طرح میں نے اپنے آپ کو اپنی خود ساختہ بیڑیوں سے آزاد کرالیا۔ یوں میں بے یقینی کے اندھیروں سے نکل کر اسلام کی روشنی میں آ گئی' یہ بات عجب مضحکہ خیز ہے کہ یہ آزادی اس چیز سے ملی جو مجھے اسلام کے قریب آنے سے روک رہی تھی' وہ حجاب ہے۔ اگرچہ اب بھی کافی وسیع دائرہ کار میں مجھے اجنبی نظروں سے گھورا جاتا ہے اور تبصرے بھی کیے جاتے ہیں' لیکن جس ڈھکنے کے عمل سے میں خود کو محترم اور محفوظ سمجھنے لگی ہوں اور اس سے مجھ میں زندہ رہنے کا عزم پیدا ہوا ہے۔

حجاب عربی لفظ حجب سے بنا ہے' جس کا مطلب ہے کہ خود کو دوسروں کی نظروں سے چھپانا یا معاشرے میں اپنی خوبصورتی کو ظاہر نہ ہونے دینا' اور اپنے کو اس استحصالی نظام کے سپرد نہ کرنا جو جنسیات کے بغیر غیر مرئی نظر آتا ہے اور ذہنی جمود کا باعث ہے۔ کیونکہ اکثر لوگوں کو مجھے دیکھ کر یہ غلط فہمی ہوجاتی ہے کہ میں راہبہ یا دہشت گرد ہوں' جس نے اس ڈھیلے ڈھالے لباس کے اندر اللہ جانے کون سا ہتھیار چھپا رکھا ہے' میں محسوس کرتی ہوں کہ حجاب سے متعلق ایسا ردعمل حقیقت میں ایک مسلمہ کی آزمائش ہے' اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مسلمان عورت کو حجاب کا حکم دے کر یہ سمجھایا ہے' ان کے لئے کیا ممنوع اور کیا فرض ہے؟

قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''ہم کسی شخص کو اس کی مقدرت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو (ہر ایک کا حال) ٹھیک ٹھیک بتادینے والی ہے اور ان لوگوں پر ظلم بہرحال نہیں کیا جائے گا۔'' (ق:۲۳:۶۲)

بدقسمتی سے شیطان اور اس کی ذریات نے عورت کو اللہ کی مخلوق کا غلام اور خالق کے احکام کی بجا آوری کو بھول جانے کی دعوت دی ہے۔ شرم وحیاء' پاکدامنی اور ہمدردی ایسی پابندیاں ہیں جیسے شخصی آزادی کے لئے ہتھکڑی' اللہ تعالیٰ مومنوں کو متنبہ کرتا ہے کہ وہ محتاط رہیں تاکہ شیطان فیشن' کلچر اور جدیدیت کی آڑ میں اس طرح دھوکا نہ دے سکے جیسے اس نے ان کے والدین آدم اور حوا کو دیا تھا' پھر بھی شیطان عورت کی رہنمائی بے حیائی کے لئے کرکے اس جانب گامزن کرنے میں کامیاب ہے' تہذیب کی ابتداء سے ہی لمبے لباس اور سر کا آنچل پاکبازی کا تصور اور خدا کے احکام ماننے والوں کی علامت کا مظہر تھا۔ یہاں تک کہ عیسائیت کی نمائندگی کرنے والی خواتین تصویروں میں جو لباس پہنے دکھائی گئی ہیں وہ مسلم مردوں اور عورتوں کے ساتر لباس کی طرح ہے' اس سے شرم وحیاء اور پاکیزگی کی جھلک ملتی ہے۔ قرآن کی ذیل کی آیت اسی کی تلقین کرتی ہے:

''اے اولاد آدم! ہم نے تم پر لباس نازل کیا ہے کہ تمہارے جسم کو قابل شرم حصوں کو ڈھانکے اور تمہارے لئے جسم کی حفاظت اور زینت کا ذریعہ بھی ہو اور بہترین لباس تقویٰ کا لباس ہے۔'' (ق:۲۶)

لیکن تحریک حامی نسواں کے عروج کی ابتدا سے ہی مسلم عورتوں کے معاشرے میں مقام اور لباس کے متعلق چھان بین میں کافی اضافہ ہوگیا ہے' آزاد خیال خواتین کے مطابق حجاب صرف سر کو ہی نہیں ڈھانکتا بلکہ دماغ' عزم اور ذہانت کو بھی ڈھانپ لیتا ہے' ان کا بھی کہنا ہے کہ ہمارے لباس کے کوڈ فرسودہ' استحصالی اور انسانیت کی ترقی میں مانع ہیں' اپنی لاعلمی

اور ناواقفیت کی بنا پر ان کا بھی کہنا ہے کہ ہمارا حجاب جدید عہد سے تعلق نہیں رکھتا ہے، جب کہ آج کی دنیا میں مسلسل اخلاقی قدروں کی گراوٹ اور موجودہ حالات کے تناظر میں حجاب پہلے سے زیادہ ضروری ہوگیا ہے، پہلے کے مقابلے میں آج یورپ، امریکا میں جنسی جرائم قابو سے باہر ہوچکے ہیں، اور آزاد خیال خواتین کو اس خدابیزار معاشرے میں ایسے حادثات پیش آنے کے امکانات زیادہ بڑھ گئے ہیں، جب انہیں زنا بالجبر اور جنسی تشدد سے ہر وقت سابقہ پڑسکتا ہے۔ امریکا کی فیڈرل حکومت کے ایک تحقیقی سروے کے مطابق ہر چھ منٹ میں ایک خاتون کے ساتھ زنا بالجبر کیا جاتا ہے، وہ خواتین جو اپنی خوبصورتی کے مظاہرے اور جسم کی نمائش کرکے عوام کی لطف اندوزی کے لئے خود کو آمادہ کرتی ہیں، وہ بذات خود انسان نما بھیڑیوں کو جنسی تشدد کی دعوت دیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورت کو حجاب کے ذریعہ اس نقصان سے محفوظ کردیا ہے، وہ اپنی مخلوق کو ہم سب سے بہتر جانتا ہے اور اس کا یہ بھی عمل کہ جب عورت نگاہ خیرہ کرنے والے عریاں لباس، معطر جسم اور چہرہ کے بناؤ سنگھار کے ساتھ نکلتی ہے تو وہ عام طور سے معاشرے میں جنسی کجروی کے اضافہ کے مقاصد کو پورا کرتی ہے، ان میں بہت سی ایسی خواتین جن کو گمراہ کیا گیا ہے، ان کا خیال ہے کہ حجاب ایک چلتا پھرتا قید خانہ ہے، جس میں ہمارے دماغوں، زندگیوں اور دلوں کو قید کیا گیا ہے، حالانکہ ایسی کوئی چیز نہیں ہے، اس سازش کے شکار ہونے سے بچنے کے لئے ہمارے لئے یہ ضروری ہوگیا ہے کہ یہ سمجھنے کی کوشش کریں کہ حجاب حقیقت میں کیا ہے؟

(سسٹر سمیہ جان، نومسلمہ)

دوسرا خط:

اسلام قبول کرنے والی ایک خاتون لکھتی ہیں:

پہلے سے سوچے سمجھے خیال کے زیر اثر شاید، مجھے باغی کہنا مناسب نہیں ہے، میرے جسم پر گودنوں کے باریک سوراخ بھی نہیں ہیں اور نہ ہی میں نے چمڑے کی جیکٹ ہی پہن رکھی ہے، درحقیقت جب بہت سے لوگ مجھے دیکھتے ہیں تو یہ خیال کرتے ہیں کہ میں ایک مجبور و مقہور عورت ہوں، بہادر افراد ہمت کرکے میرے لباس کے بارے میں پوچھتے ہیں، ان کے سوال عام طور پر یہ ہوتے ہیں: کیا تمہارے والدین اس طرح کے لباس پہننے کے لئے کہتے ہیں؟ کیا یہ تم کو نامناسب نہیں لگتا؟ کچھ دن قبل مونٹریال کے اسکول میں میری طرح لباس پہننے کی وجہ سے کئی طالبات کو اسکول سے نکال دیا گیا تھا، یہ عجیب معلوم ہوتا ہے کہ کپڑے کا ایک چھوٹ سا ٹکڑا اس نوعیت کے نزاع کا سبب بن جائے گا۔ دراصل اس وقت یہ معاملہ صرف ایک کپڑے کے ٹکڑے کا نہیں ہے، بلکہ اس سے کچھ زیادہ کا ہے، میں ایک مسلمان عورت ہوں اور تمام دنیا کی لاکھوں مسلم عورتوں کی طرح حجاب پہننا پسند کرتی ہوں، اور حجاب عام تصور کے برعکس نسوانیت کو بااختیار بنانے کے لئے ایک اہم بنیادی پہلو ہے، جب میں اپنے آپ کو ڈھانپ لیتی ہوں تو لوگوں کو درحقیقت قاصر کردیتی ہوں کہ وہ مجھے دیکھ کر یہ فیصلہ کرسکیں کہ میں کیسی ہوں، وہ مجھ کو یوں خانے میں نہیں بانٹ سکتے کہ آیا میں جاذب نظر ہوں یا مجھ میں کوئی خامی ہے، اس کے برعکس آج کل کے معاشرے میں ہم لوگ لگاتار ایک دوسرے کا لباس، جواہرات، بال اور آرائش کی بنیاد پر موازنہ کرتے رہتے ہیں، آج کی اس طرح کی دنیا میں ان چیزوں کی کتنی اہمیت ہے، ہاں! ہمارے پاس ایک جسم ہے، اس دھرتی پر گوشت پوست کا ایک روپ، مگر یہ جسم ذہین دماغ اور طاقتور قوت ارادی کا مسکن ہے، یہ اس لئے نہیں ہے کہ تماشائی اس پر بری نظر ڈالیں یا اس کو سر سے لے کر پیر تک اور سامان تجارت فروخت کے لئے اشتہار کی شکل میں استعمال کریں، کیونکہ سطحیت کی اس دنیا جس میں ہم رہتے ہیں، اوپری رکھ رکھاؤ پر زیادہ زور دیا جاتا ہے، فرد کی قدر و قیمت کسی شمار قطار میں نہیں۔ عورت آزادی سے ہمکنار ہوئی ہے یہ باطل عقیدہ ہے، یہ کیسی آزادی ہے کہ عورت بغیر اپنے جسم کے نشیب و فراز کا معائنہ کرائے، سڑکوں پر چہل قدمی نہیں کرسکتی ہے، جب میں حجاب پہن لیتی ہوں تو ان تمام چیزوں سے محفوظ ہونے کا احساس ہوتا ہے، یہ میں کامل یقین کے ساتھ کہہ سکتی ہوں کہ کوئی مجھ کو دیکھ کر یا میرے اسکرٹ کی لمبائی سے میرے کردار کے بارے میں اندازہ نہیں لگا سکتا ہے، کوئی مفروضہ قائم نہیں کرسکتا ہے۔ یہ میرے اور ان لوگوں کے درمیان ایک حد فاصل ہے جو میرا استحصال کرنا چاہتے ہیں، میں پہلے اور سب سے پہلے ایک انسان ہوں کسی بھی مرد سے کسی طرح کم نہیں اور میرے جنسی امتیاز کی وجہ سے مجھ کو ہدف نہیں بنایا جاسکتا ہے، حسن کا باطل عقیدہ اور نسوانی خوبصورتی کا سوال میرے عہد کی افسوس ناک حقیقت ہے۔ نوجوانوں کے پسندیدہ میگزین پڑھ کر تم یہاں اندازہ لگانا چاہو گے کہ جسم کی اندرونی اور بیرونی ساخت کیسی ہونی چاہئے اور اگر تمہارے پاس غلط قسم کا جسم ہے، تب تم اس کو جلد تبدیل کرنا چاہو گے، کیا تم ایسا کرنا نہیں چاہتے؟ اس کے باوجود ایسا کوئی طریقہ نہیں ہے کہ تمہارا جسم تمہارا ہی ہو اور تم خوبصورت بھی ہو، کسی اشتہار کی طرف نظر ڈالو کیا عورت کو مصنوعات کی فروخت کے لئے استعمال نہیں کیا جارہا ہے؟ اس کی عمر کیا ہے؟ اس میں کتنی جاذبیت ہے؟ اس نے کیا پہن رکھا ہے؟ زیادہ تر ایسا نہیں ہوتا کہ عورت کی عمر دوسری دہائی کے ابتدائی سالوں سے زیادہ نہ ہو، لمبی

چھریری اور چست لباس پہننے والی اوسط قد کی عورت زیادہ پرکشش ہو کیوں ہم خود دوسروں کو اجازت دیتے ہیں کہ وہ چالاکی سے ہمیں اپنے قبضہ میں رکھ کر استعمال کرے؟ اس کو خود سے مصالحت کرکے اپنے آپ کو بیچنے کے لئے دباؤ ڈالا جارہا ہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ ہمیں میں سے تیرہ سال کی لڑکیاں موٹی ہونے کی وجہ سے اپنے حلق میں انگلی ڈال کر خودکشی کرلیتی ہیں؟ جب لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا میں محسوس کرتی ہوں کہ مجھ پر ظلم و جبر کیا جارہا ہے؟ میں ایمانداری سے جواب دیتی ہوں: نہیں! میں نے یہ فیصلہ اپنی خواہش سے آزادانہ بغیر کسی دباؤ کے کیا ہے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس راستہ پر اپنے ذہن سے عمل کرکے میں دوسروں کے لئے مثال بننا چاہتی ہوں مجھے اس بات سے خوشی ہے کہ میں نے کسی کو کسی چیز کے لئے اپنے اوپر نظر نہیں ڈالنے دی اور میں نے اپنے آپ کو ان بندھنوں سے آزاد کرالیا ہے جو فیشن انڈسٹری اور دوسرے اداروں نے نسوانیت کے استحصال کے لئے پنڈولم کی طرح عورتوں کے گلے میں لٹکا رکھا ہے میرے جسم کا تعلق صرف مجھ سے ہے کسی کو یہ کہنے کا حق نہیں کہ میں کیسی لگ رہی ہوں مجھ کو کیسا دکھنا چاہئے یا میں خوبصورت ہوں یا نہیں میں جانتی ہوں مجھے اپنے بارے میں اس سے زیادہ علم ہے میں آسانی سے کہہ دیتی ہوں: نہیں! تب لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں: کیا میری خواہشات کو کچلا جارہا ہے؟ میں نے اپنی خواہشات پر قابو پالیا ہے میں مشکور ہوں کہ مجھے کبھی وزن گھٹانے یا بڑھانے کی کوشش کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی اور نہ ہی میں نے یہ جاننے کی کوشش کی کہ میری لپ اسٹک کا رنگ میری جلد کے مطابق ہے یا نہیں؟ میں نے اپنی ترجیحات کا انتخاب کرلیا ہے اور میں اس راستہ پر چلتے ہوئے بڑی خوش اور مطمئن ہوں مجھے کسی کی بے جا ہمدردی یا تصدیق کی ضرورت نہیں ہے۔

(سلطانہ یوسف علی ۱۷ سالہ طالبہ)

تیسرا خط:

جب میں فطری مذہب اسلام پر واپس لوٹی اس وقت فرانس کے اسکولوں میں حجاب استعمال کرنے کے متعلق ایک زوردار بحث چھڑی ہوئی تھی جو اب بھی جاری ہے اکثریت محسوس کرتی تھی اور اس کا یہ خیال بھی تھا کہ حجاب پہننا عوامی اور عوامی سرمایہ سے چلنے والے اسکولوں کے اصول کے منافی ہے اور اسکولوں کو مذہب کے معاملے میں غیر جانبدار ہونا چاہئے اس وقت میں یہ نہ سمجھ سکی کہ مسلم طالبات کے سر پر اسکارف جیسی چھوٹی چیز رکھنے پر اتنا ہنگامہ کیوں ہے؟ مسلمان ملک کے فنڈ میں اپنے حصہ کی نسبت سے ٹیکس کے ذریعہ سرمایہ فراہم کرتے ہیں میرے خیال میں اسکولوں کو طلبہ کے مذہبی عقائد اور اس پر عمل کرنے کے لئے حق کا اس وقت تک احترام کرنا چاہئے جب تک وہ روزمرہ کے کاموں میں رکاوٹ کا باعث نہ بنے یا اسکولوں کے نظم و ضبط کے لئے خطرہ نہ ہو اور یہ بھی ہے کہ فرانس کو بظاہر بڑھتی ہوئی بے روزگاری کا سامنا ہے وہ غیر ملکی عرب مزدوروں سے خود کو غیر محفوظ محسوس کرتے ہیں شہروں اور اسکولوں میں حجاب کا نظارہ ان کے غیر محفوظ ہونے کے احساس میں اضافہ کرتا ہے زیادہ سے زیادہ نوجوان لڑکیاں عرب ملکوں میں حجاب پہنتی تھیں اور پہنتی ہیں اس کے باوجود زیادہ تر لوگوں کو یہ توقع تھی کہ جمہوریت کے جڑ پکڑنے سے ان ملکوں کے معاشرے سے حجاب غائب ہوجائے گا اس طرح کے عملی اسلامی اقدام کے احیاء کو مسلمانوں کی اپنی عظمت رفتہ اور شناخت کو حاصل کرنے کی کوشش سمجھا جاتا ہے جس کو نوآبادی نظام نے کافی نقصان پہنچایا ہے۔ جاپان میں اس کو قدامت پسندی کی روایات اور رسم و رواج پر یقین رکھنا اور سمجھا جاتا ہے یا مغرب کے خلاف ایک اظہار بیزاری میجی کے خلاف دور حکومت میں پہلی بار جاپانیوں نے مغربی کلچر سے تعلق کے اثرات کا بذات خود اپنے تجربوں سے احساس کیا انہوں نے بھی غیر روایتی طرز زندگی اور مغربی لباس کے خلاف ردعمل ظاہر کیا تھا عوام کا مزاج قدامت پسندانہ طرز زندگی پر عمل پیرا ہونے کا ہے وہ ہر نئی نامانوس چیز کے خلاف ردعمل ظاہر کرتے ہیں بغیر یہ دیکھے کہ وہ مفید ہے یا مضر؟ غیر مسلموں میں اب بھی یہ احساس باقی ہے کہ مسلمان خاتون اس لئے حجاب استعمال کرتی ہیں کیونکہ وہ روایات کی غلام ہیں اس لئے جہاں تک ہوتا ہے اس کو ظلم اور جبر کے نشان کی شکل میں بھی دیکھا جاتا ہے اس لئے ان کو یقین ہے کہ جب تک مسلمان عورت حجاب پہننا ترک نہیں کرتی ہیں ان کو ظلم و جبر اور غلامی سے نجات حاصل کرنا ممکن نہیں ہے مسلم امت جن کو اسلام کے بارے میں بہت واقفیت ہے وہ مذہب اور لادینیت میں سے سہولیت کے مطابق منتخب کرکے کچھ پر عمل کرتے ہیں اور کچھ کو رد کردیتے ہیں وہ مکمل طور سے یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ اسلام ایک آفاقی اور ابدی نظام حیات ہے یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ تمام دنیا میں غیر عرب خواتین اسلام قبول کررہی ہیں اور حجاب کو مروج غلط روایات سے متاثر ہوکر نہیں بلکہ اسلام کا ایک ضروری جزو سمجھ کر پہن رہی ہیں۔ میں ان خواتین کی ایک مثال ہوں میرا حجاب میری ذات یا روایات کی شناخت نہیں ہے اس کی کوئی سماجی یا سیاسی اہمیت نہیں ہے یہ مکمل طور سے صرف میری مذہبی شناخت ہے غیر مسلموں کے خیال میں حجاب صرف خواتین کے بالوں کو ہی نہیں ڈھانکتا بلکہ

کچھ اور چیزوں کو پوشیدہ کر کے وہاں تک نظروں کی رسائی ناممکن بنا دیتا ہے‘ اس طرح وہ ان کو کچھ چیزوں تک رسائی سے دور کر دیتا ہے‘ جس کو سیکولر معاشرے سے متعلق لوگ اپنا حق سمجھتے ہیں۔

پیرس میں جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے‘ حجاب پہن رہی ہوں۔ حجاب کی کوئی خاص شکل‘ فارم یا نوعیت نہیں ہے‘ مختلف ملکوں میں افراد میں کتنی بیداری ہے‘ اسی سے تعین کر کے حجاب کا فارم اپنایا جاتا ہے۔ پیرس میں‘ میں بھی معمولی اسکارف پہنتی تھی‘ جو میرے لباس سے مشابہت رکھتا تھا‘ اور میرے سر پر ہلکے سے جما رہتا تھا‘ جو قریب قریب فیشن میں داخل تھا اور اب سعودی عرب میں‘ میں مع ٹوپی کے کالے رنگ کا حجاب پہنتی ہوں‘ جس سے جسم ہی نہیں ڈھک جاتا‘ یہاں تک میری آنکھیں بھی دیکھی نہیں جا سکتی‘ اس طرح میں نے معمولی حجاب سے لے کر مکمل حجاب کا تجربہ کیا ہے‘ حجاب میرے لئے کیا معنی رکھتا ہے؟ اگرچہ حجاب کے متعلق بہت سے مضامین ہیں‘ جس میں حجاب سے غیر متعلق لوگوں نے اپنا نقطہ نظر پیش کیا ہے‘ انہوں نے حجاب استعمال نہیں کیا ہے‘ اس لئے ان کو اس کا تجربہ بھی نہیں ہے‘ میرے نزدیک حجاب کا کیا مفہوم ہے؟ میں نے بذات خود اس کو استعمال کر کے ذاتی تجربہ کیا ہے‘ اس لئے میری بات دلیل پر مبنی ہے‘ جب میں نے اپنے اسلام لانے کے فیصلے کا اعلان کیا‘ میں نے نہیں سوچا تھا کہ کیا مجھ کو پانچ وقت کی نماز پڑھنی پڑے گی یا حجاب پہننا پڑے گا‘ مجھے اندیشہ تھا کہ اگر اس کے متعلق میں نے سنجیدگی سے غور کیا تو آخر کار منطقی نتیجہ پر پہنچنا پڑے گا اور یہ میرے مسلمان ہونے کے فیصلہ پر اثر انداز ہوگا‘ جب تک میں جامع مسجد پیرس نہیں گئی‘ میں نے اسلام کے بارے میں کچھ نہیں کیا‘ نہ ہی نماز نہ حجاب سے میں واقف تھی‘ دراصل دونوں میرے لئے ناقابل تصور تھے‘ مگر میرے مسلمان ہونے کی خواہش شدید تر تھی‘ الحمدللہ! کہ بحیثیت مجموعی مجھ کو اس کی پرواہ نہیں تھی کہ تبدیلی مذہب کی وجہ سے مجھے کن چیزوں سے دور ہونا پڑے گا؟ حجاب کی افادیت مسجد میں ایک لیکچر سننے کے بعد مجھ پر آشکارا ہوئی‘ جب میں مسجد سے باہر نکلی‘ میں نے اپنا اسکارف سر پر رکھ لیا‘ اس تقریر نے مجھ کو روحانی سکون سے لبریز کر دیا‘ جس سے میں اس سے پہلے واقف نہیں تھی‘ اس کیفیت کی وجہ سے میں نے اسکارف اتارنا پسند نہیں کیا‘ سرد موسم کی وجہ سے کسی نے میری طرف زیادہ توجہ نہیں کی‘ مگر میں نے خود میں تبدیلی محسوس کی کچھ پاکیزگی اور تحفظ کا مجھے احساس ہوا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ میرے ساتھ ہیں۔ پیرس میں غیر ملکی ہونے کی وجہ سے کبھی کبھی مجھے اس احساس سے بے چینی ہوئی کہ مرد حضرات مجھ کو گھورتے ہیں‘ حجاب کے اندر میں ناشائستہ نظروں سے محفوظ ہو کر بغیر نگاہ میں آئے گزر جاتی تھی‘ حجاب نے مجھے خوشی عطا کی جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اطاعت اور میرے عقیدہ دونوں کا مظہر تھا‘ حجاب نے سب ہی دیکھنے والوں کو صاف طور سے بتا دیا تھا‘ خاص طور سے امت مسلمہ کے افراد سے اس طرح اسلامی برادرانہ رشتہ کو مضبوط کرنے میں معاون ہوا‘ ہر چند حجاب پہننے کی تحریک میرے اندر خالصتاً رضا کارانہ پیدا ہوئی‘ کسی نے اس کے پہننے کے لئے زور نہیں ڈالا‘ اگر وہ کہتے تو میں بغاوت کر دیتی‘ اور مسترد کر دیتی‘ پہلی اسلامی کتاب جو میں نے اس کے متعلق پڑھی تھی بہت اعتدالی زبان میں تھی‘ ان کا مقولہ تھا: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کی (حجاب) پر زور سفارش کی ہے۔ چونکہ اسلام جیسا کہ اس کے نام کے مفہوم سے ظاہر ہے اللہ کی مرضی پر راضی ہونا‘ الحمدللہ! میں اپنے اسلامی فرائض کو بخوشی بغیر کسی دشواری کے بجا لاتی ہوں‘ وہ لوگ جو اللہ کے وجود کو مانتے ہیں حجاب ان کو اس کی یاد دہانی کراتا ہے‘ اور یہ مجھے مسلسل یاد دلاتا ہے کہ مجھ کو ایک مسلمان کی طرح اپنا کردار ادا کرنا چاہئے‘ جیسے کہ ایک پولیس افسر جب وہ باوردی ہوتا ہے تو اسے اپنے فرائض کا زیادہ احساس ہوتا ہے‘ اسی طرح جب میں حجاب میں ہوتی ہوں مجھے اپنے مسلمان ہونے کا احساس شدید ہو جاتا ہے۔ اسلام لانے کے دو ہفتہ بعد میں ایک خاندانی شادی میں شرکت کے لئے جاپان واپس گئی اور اسی وقت میں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ میں اب اپنے تعلیمی مشاغل کے لئے فرانس واپس نہیں آؤں گی‘ فرانسیسی ادب کے مطالعہ سے میری دلچسپی ختم ہو گئی اور اس کی جگہ عربی نے لے لی‘ نو مسلمہ کی حیثیت سے اسلام کے متعلق میری معلومات بہت کم تھی‘ چھ ماہ جاپان میں قیام کے بعد مجھے عربی کے مطالعہ کی خواہش اتنی زیادہ تھی کہ میں نے قاہرہ جانے کا فیصلہ کر لیا‘ جہاں میں کچھ لوگوں کو جانتی تھی‘ میں جس خاندان کی مہمان تھی اس میں کوئی انگریزی یا جاپانی نہیں بولتا تھا‘ وہ خاتون جس نے میرا ہاتھ پکڑ کر اندرون خانہ تک میری رہنمائی کی تھی‘ اس نے سر سے لے کر پیر تک کالے کپڑے سے اپنے جسم کو ڈھانک رکھا تھا‘ یہاں تک کہ اس کا چہرہ بھی ڈھکا ہوا تھا‘ اگرچہ اب ریاض (جدہ) میں میری اس سے واقفیت ہے‘ مجھے یاد ہے کہ اس وقت مجھے تعجب ہوا تھا‘ مجھے فرانس کے قیام کے زمانہ کا ایک واقعہ یاد آ گیا‘ جب میں نے ایسا لباس پہنے ایک خاتون کو دیکھا تو میں نے سوچا تھا یہ خاتون عربی روایات میں جکڑی غلام ہے‘ میں حقیقی اسلام سے ناواقف تھی‘ میں یقین کرتی تھی اور مجھ کو

بتایا بھی گیا تھا کہ چہرہ ڈھکنا ضروری نہیں ہے' بلکہ نسلی روایات ہے میں قاہرہ میں اس خاتون سے کہنا چاہتی تھی کہ اس کا لباس مبالغہ آمیز غیر فطری اور خلاف معمول ہے۔ اس کے بجائے میں نے کہا کہ میرا اپنا خود کا بنایا ہوا لباس باہر پہن کر جانے کے لئے مناسب نہیں ہے' ایسی ہی کچھ چیزیں جس سے میں متفق نہیں تھی' یہاں تک کہ میری سمجھ میں بخوبی آ گیا اور میں مطمئن ہوگئی کہ یہ لباس ایک مسلمان عورت کی ضرورتوں کے عین مطابق ہے' جب میں روم میں تھی......اس لئے میں نے کچھ کپڑے خرید لئے اور اس سے ایک لمبا لباس تیار کیا جسے خمار کہتے ہیں' جو سینہ اور کمر کے نیچے تک کے حصہ اور ہاتھوں کو مکمل طور پر سے ڈھک لیتا تھا' یہاں تک کہ میں اپنے چہرہ کو ڈھکنے کے لئے تیار ہوگئی' ایسی ہی کچھ چیزیں وہ بہت ساری مسلمان بہنیں بھی کرتی تھیں' جن سے میری واقفیت ہوگئی تھی' اگر چہ ان کی تعداد بہت قلیل تھی' عام طور سے مصری نوجوان جو زیادہ تر مغرب زدہ تھے خمار پہننے والی خواتین جن کو وہ خاص طور سے اخوانی بہنیں کہتے' دور ہی رہتے مرد ہمارے ساتھ احترام اور خصوصی طور سے ملائمیت کا برتاؤ کرتے خمار پہننے والی خواتین اخوانی بہنیں تھیں' جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پر عمل پیرا تھیں' مسلمان سڑک سے گزرتے وقت ہر ملنے والے شخص کو سلام کرتے خواہ اس کو جانتا ہو یا نہیں' غالباً یہ کہنا زیادہ درست ہوگا کہ اخوانی بہنیں اپنے ایمان کے متعلق ان خواتین سے زیادہ حساس تھیں جو اللہ کی خوشنودی کے بجائے رواجاً اسکارف اوڑھتی تھیں' مسلمان ہونے سے پہلے میں فال پینٹ کے قسم کے کپڑوں کو ترجیح دیتی تھی نہ کہ زیادہ نسوانی لگنے والی اسکرٹ پر' لیکن قاہرہ میں لمبی پوشاک پہننے سے مجھے خوشی ہوئی اور میں نے اس کو شستہ اور زیادہ آرام دہ محسوس کیا' مغربی ذوق کے مطابق شام کے پہننے والے لباس کے لئے سیاہ پسندیدہ رنگ ہے' کیونکہ یہ پہننے والے کے حسن کو دوبالا کر دیتا ہے' میری اخوانی بہنیں سیاہ خمار میں سچ مچ خوبصورت لگتی تھیں' ان کے چہروں سے اولیاء اللہ سے مشابہ تقدس کا نور جھلکتا تھا۔

دراصل وہ کیتھولک نن کی طرح نہیں تھیں بلکہ کچھ اور طرح کی لگتی تھیں' جب مجھے پیرس جانے کا موقع ملا اس کے بعد جلد ہی سعودی عرب آئی اس کا مشاہدہ میں نے خاص طور سے کیا کہ میرا لباس رومن کیتھولک راہبہ کی طرح لگتا تھا' اس مشابہت پر مجھ کو بہت ہنسی آئی' مسلمہ کی طرح ان کا لباس اللہ کی راہ میں وقف ہونے کا نشان تھا' مجھے اکثر تعجب ہوتا تھا کہ عوام کیتھولک راہبہ کے حجاب کے بارے میں کیوں کچھ نہیں کہتے؟ لیکن وہ مسلمان عورت کے حجاب کو ظلم اور دہشت گردی کی علامت سمجھ کر تنقید کرتے ہیں' رنگین کپڑے ترک کر کے سیاہ کپڑا پسند کرنے میں مجھے کوئی عذر نہیں تھا' اس وقت جب میں مسلمان نہیں تھی میں ہمیشہ مذہبی طرز زندگی کی آرزومند تھی' تاہم میں نے اس مشورہ کو رد کر دیا کہ جاپان واپسی پر مجھ کو خمار پہننا چاہئے' مجھے اخوانی بہنوں کی ناسمجھی پر غصہ آیا' اسلام ہم کو اپنے جسم کو ڈھانکنے کا حکم دیتا ہے اور اس پر عمل کرتے ہوئے اپنی خواہش کے مطابق لباس پہن سکتے ہیں' ہر معاشرے کا اپنا فیشن ہوتا ہے اور جاپان میں بھی ایسی لمبی کالی پوشاک پہنے دیکھ کر لوگ مجھے کریزی سمجھیں گے اور اسلامی تعلیمات کی وضاحت سے پہلے اس کو مسترد کر دیں گے۔ اس موضوع کے ہر پہلو پر ہماری بحث ہوئی' قاہرہ کے چھ ماہ قیام کے بعد میں لمبی پوشاک پہننے کی اس قدر عادی ہوگئی تھی کہ میں نے سوچنا شروع کر دیا کہ جاپان واپسی پر میں یہی پوشاک پہنوں گی' مجھے یہ سہولت تھی کہ میرے پاس کچھ ہلکے رنگوں کے لباس تھے اور کچھ سفید خمار مجھے یقین تھا کہ سیاہ لباس کی بنسبت انہیں کم برا سمجھا جائے گا' میں نے درست سوچا تھا' جاپانیوں پر میرے سفید خمار کا اچھا ردعمل ہوا اور ایسا لگا کہ انہوں نے اندازہ لگالیا کہ میرا تعلق کسی مذہبی فرقہ سے ہے' میں نے ایک لڑکی کو اپنے دوست سے یہ کہتے سنا کہ میں بدھ راہبہ ہوں' مسلمہ بدھ اور عیسائی راہبہ میں تھی مماثلت ہے' ایک مرتبہ ٹرین میں میرے قریب بیٹھے ایک بزرگ نے سوال کیا کہ میں نے نامانوس فیشن کی پوشاک کیوں پہن رکھی ہے؟ جب میں نے وضاحت کی کہ میں مسلمان ہوں اور اسلام عورتوں کو حجاب کا حکم دیتا ہے تاکہ جو مرد کمزور ہیں' انہیں جنسی ترغیب کے جذبات کو قابو رکھنے میں دشواری نہ ہو' ایسا محسوس ہوا کہ وہ اس دلیل سے متاثر ہوا ہے۔ ٹرین سے اترنے پر اس نے میرا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ اسے اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے مجھ سے گفتگو کی خواہش ہے۔ اس واقعہ کے بعد میں جاپانی مردوں سے جو عام طور سے مذہب کے بارے میں گفتگو کرنے کے عادی نہیں بحث کا آغاز کر دیا' جیسا کہ قاہرہ میں وقوع پذیر ہو چکا ہے' حجاب کا عملی مظاہرہ مسلمانوں کے درمیان شناخت کا ذریعہ بن گیا' اسٹینڈی سرکل جاتے ہوئے راستہ میں جب میں نے اخوانی بہنوں کے گروپ کو دیکھا تو مجھے حیرت ہوئی کہ کیا میں ٹھیک راستہ پر ہوں' ہم نے ایک دوسرے کا سلام سے خیر مقدم کیا اور میٹنگ میں ساتھ ساتھ گئے' سخت ترین گرمی کے موسم میں مجھ کو لمبی آستین کے لباس میں سر ڈھک کر باہر جاتے دیکھ کر میرے والد پریشان ہوگئے مگر میں نے محسوس کیا

کہ میرے حجاب نے دھوپ سے میری حفاظت کی۔

دراصل یہ میں تھی جس نے اپنی چھوٹی بہن کو جس نے شارٹ پینٹ پہن رکھی تھی اس کی ٹانگوں کو دیکھ کر بے چین ہوگئی' اسلام لانے سے قبل میں باریک اور چست لباس میں ملبوس خواتین کے بدن کے نمایاں خدوخال دیکھ کر پریشانی محسوس کرتی تھی' میں ایسا محسوس کرتی تھی گویا میں کوئی پوشیدہ چیز کو دیکھ رہی ہوں' اس قسم کے مناظر مجھے پریشان کردیتے تھے جب کہ میں ان کی ہم جنس تھی تو یہ تصور کرنا مشکل نہیں ہے کہ ان کا اثر مردوں پر کیا ہوگا؟ اسلام نے مردوں اور عورتوں کو ساتر لباس پہننے کا حکم دیا ہے اور عوامی طور سے برہنہ ہونے سے روکا ہے' خواہ وہ مردوں یا عورتوں ہی کا گروپ کیوں نہ ہو' یہ واضح نہیں کہ معاشرے میں عریانیت کس حد تک گوارا کی جاسکتی ہے؟ یہ معاشرے اور افراد کی ہم آہنگی کے مطابق تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ مثال کے طور پر جاپان میں پچاس سال قبل سوئمنگ سوٹ پہن کر تیرنا بے حیائی کی نشانی سمجھا جاتا تھا' مگر اب اتنی گوارا ہے' مگر عورت ناف سے اوپر برہنہ ہو کر تیرے تو اسے بے شرم کہا جائے گا' فرانس کے جنوبی ساحل پر یہ برہنگی قابل قبول ہے۔ امریکا کے کچھ ساحلوں پر عریانیت پرست مرد و عورت مادر زاد برہنہ لیٹے رہتے ہیں' اگر عریانیت پسند آزاد خیال کی عورتوں سے پوچھا جائے جو حجاب کی منکر ہیں کہ وہ اپنے سینوں اور کولہوں کو کیوں ڈھکتی ہیں جو اسی طرح فطری ہیں' جیسے چہرے یا جسم کے دوسرے حصے' کیا وہ ایمانداری سے اس کا موثر جواب دے سکتی ہیں؟ مگر اسلام میں ایسی کوئی مشکل نہیں ہے' اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کا تعین کردیا ہے' ہم اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں' جس طرح برہنہ یا نیم برہنہ لوگ گھومتے پھرتے یا آپس میں بے حیائی کے کام کھلی جگہوں میں کرتے ہیں' وہ بالکل شرم وحیاء سے عاری اور پست ہو کر جانوروں کی سطح پر آگئے ہیں۔ جاپان میں عورتیں بغیر یہ احساس کئے کہ وہ گھر میں کیسی لگتی ہیں' میک اپ کر کے باہر جاتی ہیں' اسلام میں شوہر اور بیوی یہ کوشش کرتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کو اچھے اور خوبصورت دکھائی دیں' اس کے لئے وہ جو بنتے سنورتے اور آرائش کرتے ہیں' اس سے رشتہ میں پاکیزگی' شرم وحیا اور شرافت آتی ہے' مسلمان پر یہ الزام ہے کہ وہ انسانی جسم کے بارے میں ضرورت سے زیادہ حساس ہوتے ہیں' مگر آج کل جس تیزی سے جنسی تشدد کا رجحان بڑھ رہا ہے' اس کا تقاضا یہی ہے کہ ساتر لباس پہنے جائیں۔ مثال کے طور پر چھوٹا اسکرٹ پہننے والیاں مردوں کو یہ سگنل دیتی ہیں کہ وہ ان کے لئے قابل حصول ہیں' اسی طرح حجاب بلند اور واشگاف طور پر سگنل دیتا ہے کہ میں مردوں کی دسترس سے دور ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ سے فرمایا: عورت کے لئے بہترین شے کون سی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: ''نہ وہ مردوں کو دیکھیں اور نہ ہی مرد ان کو دیکھ سکیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور فرمایا کہ تم صحیح معنوں میں میری بیٹی ہو۔''

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عورتوں کو گھر ہی میں ٹھہرنا بہتر ہے' اجنبی مردوں سے جہاں تک ممکن ہو تعلق رکھنے اور ملنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔ حجاب کا اہتمام کر کے گھر سے باہر جانے پر بھی یہی اثر ہوتا ہے' شادی کے بعد جاپان چھوڑ کر مجھ کو سعودی عرب جانا پڑا' وہاں عورتوں کے لئے باہر جاتے وقت چہرہ ڈھکنے کا بھی رواج ہے' میں یہ جاننے کے لئے بے صبری سے مشتاق تھی کہ نقاب چہرہ ڈھکنے والے کے استعمال سے کیسا محسوس ہوتا ہے۔ غیر مسلم عورتیں عام طور سے کالے لبادے اوڑھتی تھیں' انہیں لاپرواہی سے کندھوں پر پھینک دیتی تھیں' لیکن اپنے چہروں کو نہیں ڈھکتی تھیں' غیر سعودی مسلمان عورتیں بھی اپنے چہروں کو کھلا رکھتی تھیں' ایک بار نقاب کی عادی ہوجانے کے بعد واقعی تکلیف دہ نہیں لگتا تھا۔ دراصل مجھ کو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ میں ایک بیش قیمت خزانے کی مالک ہوں' جس کے بارے میں نہ تو آپ کو علم ہے نہ ہی آپ دیکھ سکتے ہیں' جب کہ غیر مسلم ایک مسلم جوڑے کو سڑک پر جاتے دیکھ کر یہ سوچتے ہیں کہ یہ مصنوعی زندگی گزارنے والی مخلوق ہے' جس میں ظالم اور مظلوم' حاکم ومحکوم ہیں' مگر حقیقت میں دو عورتیں محسوس کرتی ہیں کہ وہ ملکہ ہیں' اور ان کے جلو میں غلام ہیں' میری پہلے نقاب میں آنکھیں نہیں ڈھکی ہوئی تھیں' لیکن جاڑے کے موسم میں چہرہ ڈھکنے والے نقاب کے علاوہ باریک طور سے آنکھ ڈھکنے والا نقاب میں نے پہنا' اس نقاب میں جب کسی مرد کی آنکھیں میری آنکھوں سے ملتی تھیں مجھ میں گھبراہٹ کا احساس دور ہوگیا' جیسے دھوپ کے چشمے دوسروں کی نظری مداخلت کو روک دیتے ہیں' سوچ کا یہ نظریہ ہی غلط ہے کہ مسلمان عورت اپنے شوہروں کی ذاتی ملکیت ہیں' لیکن سچائی تو یہ ہے کہ وہ اپنی عزت اور وقار کی حفاظت کرتی ہیں اور کسی اجنبی کی مقبوضہ بننے سے انکار کرتی ہیں' غیر مسلم اور خود کو مسلم کہلانے والی آزاد خیال عورتیں قابل رحم ہیں جو اپنے ذاتی جسم کی نمائش اس لئے کرتی ہیں کہ سب ہی لوگ اس کا نظارہ کریں۔

حجاب کا طریقہ اپنانے سے باہر سے یہ دیکھنا ناممکن ہے کہ اندر کیا پوشیدہ ہے؟ حجاب کو باہر سے دیکھنے پر یہ سمجھنا ناممکن ہے کہ وہ کیا چھپاتا ہے' باہر رہ کر

اندر نہ دیکھنا اور اندر رہ کر باہر دیکھنے میں جو فرق ہے' وہی وجہ ہے اس خلا کی جو لوگوں میں اسلام کو سمجھنے کی ہے' ایک باہر والا اسلام کو یہ سمجھتا ہے کہ وہ آزادی کو روکتا ہے' لیکن اندر سے دیکھیں تو وہ آزادی' خوشی اور سکون ہے' جو اسلام کو ماننے والوں نے اسلام سے پہلے کبھی محسوس نہیں کیا' اسلام ماننے والے وہ لوگ ہیں جو مسلم خاندان میں پیدا ہوئے ہیں یا جنہوں نے اسلام بعد میں قبول کیا ہے' انہیں اسلام زیادہ پسند ہے' سیکولر زندگی گزارنے والوں کی غیر حقیقی آزادی' اگر اسلام خواتین پر ظلم اور تشدد سکھاتا ہے تو کیوں یورپ' امریکا' آسٹریلیا' جاپان اور ساری دنیا کی کافی تعلیم یافتہ نوجوان لڑکیاں نام کی آزادی کو چھوڑ کر اسلام اپنا رہی ہیں؟ ایک شخص جو تعصب سے اندھا ہے شاید اس کا مشاہدہ نہ کر سکے لیکن حجاب والی خاتون ایک خوبصورت' روشن فرشتہ کی طرح جتنی باوقار اور خود اعتمادی سے بھرپور ہے اس کی مثال نہیں' اس کے چہرے پر ظلم و تشدد کا کوئی نشان نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتی ہیں مگر وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔ (ق:۲۲:۴۶)

(نکاتہ خولہ ایک جاپانی خاتون)

☆☆......☆☆

قارئین اور جماعتی احباب متوجہ ہوں

قارئین اور دیگر جماعتی احباب سے اپیل ہے کہ قادیانیوں کی شرانگیز سرگرمیوں اور ان کی ارتدادی تبلیغ کی اطلاع ملتے ہی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی دفتر کو اس سے آگاہ کریں تاکہ قادیانیوں کی اس فتنہ انگیزی کا بروقت سدباب کیا جا سکے اور مسلمانوں کے ایمان کو بچایا جا سکے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کی سادگی اور بے تکلفی

مولانا منظور احمد

حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ ایک مرتبہ حکیم محمد یامین کے باغ میں تشریف لے گئے۔ حضرت کے دستِ مبارک میں رات کے باسی پھول تھے۔ اس واقعہ کے راوی کہتے ہیں: والد صاحب نے تازہ پھول توڑ کر خدمت میں پیش کئے۔ ارشاد فرمایا: آپ کے پھولوں سے میرے پھولوں میں خوشبو زیادہ ہے۔ حضرت والد صاحب نے برجستہ عرض کیا: حضرت! اس کی خاص وجہ ہے' ارشاد فرمایا: کیا؟ والد صاحب نے شیخ سعدیؒ کے یہ اشعار پڑھے:

گلے خوشبوئے در حمام روزے
رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری
کہ از بوئے دلاویز تو مستم
بگفتا من گلے ناچیز بودم
ولیکن مدتے باگل نشستم
جمالِ ہم نشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

حضرت مدنیؒ اور تمام حضرات اس جواب سے بہت مسرور ہوئے۔

ایک مرتبہ حضرت مدنیؒ نے حکیم صاحب کے مکان سے فاصلہ پر ہی تانگہ چھوڑ دیا اور پیدل حکیم صاحب کو اطلاع دیئے بغیر ہی مطب میں تشریف لے آئے۔ حکیم صاحب نے دیکھتے ہی فوراً اپنی جگہ چھوڑ دی اور مسند پر بیٹھنے کے لئے عرض کیا۔ حضرتؒ نے فرمایا: آج میں مریض کی حیثیت سے آیا ہوں اس لئے مریضوں ہی کی جگہ پر بیٹھوں گا' حکیم صاحب نے بہت اصرار کیا لیکن وہیں بیٹھ کر نبض دکھائی۔

کئی سال کی بات ہے حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ سنبھل تشریف لائے تھے' جمعہ کا دن تھا' حضرت جن صاحب کے یہاں مہمان تھے ان کی اجازت نہ تھی کہ کوئی حضرت مدنیؒ کی کھانے کی دعوت کرے البتہ چائے کی دعوت کی اجازت تھی' ایک صاحب نے چائے کی دعوت کی درخواست پیش کی۔ حضرتؒ نے قبول فرمائی اور جمعہ کی نماز کے بعد کا وقت مقرر فرمایا۔ وہ صاحب کہتے ہیں کہ میں نے زمین پر ایک جازم بچھادی اور اس پر ایک مخمل کا قالین حضرتؒ کے واسطے بچھا دیا۔ جب حضرت مدنیؒ تشریف لائے اور جازم پر قالین بچھا ہوا دیکھا تو بہت ناراض ہوئے اور اپنے دست مبارک سے قالین اٹھا کر الگ رکھ دیا اور خود جازم پر رونق افروز ہوگئے۔ میں نے کافی اصرار کیا کہ حضرت! کم از کم دری ہی بچھادوں؟ لیکن حضرت مدنیؒ نے فرمایا: کوئی ضرورت نہیں ہے' ایسے ہی ٹھیک بیٹھا ہوں۔

☆☆......☆☆

قسط دوم

قادیانی نظریات

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی نظر میں

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا:

امت اسلامیہ کا عقیدہ ہے کہ سلسلۂ نبوت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوا' آپ آخری نبی ہیں' آپؐ کے بعد کوئی شخص منصب نبوت پر فائز نہیں ہوگا' البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت میں آسمان سے نازل ہوں گے' امام ربانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اوّل انبیاؑ حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات والتحیات وآخر ایشاں و خاتم نبوت ایشاں حضرت محمد رسول اللہ است علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات ...... وحضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کہ از آسمان نزول خواہد فرمود متابعت شریعت خاتم الرسل خواہد نمود علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات۔''

(دفتر سوم مکتوب:۱۷)

ترجمہ:...... ''انبیاؑ کرام علیہم السلام میں سب سے اوّل حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور سب سے آخری اور سب کے خاتم حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وعلیہم وسلم) ہیں......اور حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جب آسمان سے نزول اجلال فرمائیں گے تو حضرت خاتم الرسل (علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات) شریعت کی پیروی کریں گے۔''

ہتک یا عزت؟

امت اسلامیہ کا عقیدہ ہے کہ خاتم الانبیاؑ بنی اسرائیل حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق وتائید کے لئے نازل ہوکر آپ کی امت میں شمار ہونا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم ترین منقبت ہے' حضرت امام ربانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''وحضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کہ بعد از نزول متابعت ایں شریعت خواہد نمود اتباع سنت آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام نیز خواہد کرد کہ نسخ ایں شریعت مجوز نیست۔''

(دفتر دوم مکتوب:۵۵)

ترجمہ:...... ''اور حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کہ نازل ہونے کے بعد اس شریعت کی پیروی کریں گے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت کی اتباع بھی کریں گے کیونکہ اس شریعت کا منسوخ ہونا جائز نہیں ہے۔''

مرزا صاحب نے اپنی امت کو یہ تصور دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متبع شریعت محمدیہ ہونے سے اس امت کی ذلت ورسوائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک اور کسر شان لازم آتی ہے اور اسلام کا تختہ الٹ جاتا ہے۔ (ازالہ ص:۵۸۶)

لیکن امام ربانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''وخاتم انبیاؑ محمد رسول اللہ است (صلی اللہ تعالیٰ وسلم علیہ وعلیٰ آلہ وعلیہم اجمعین) و دین او ناسخ ادیان سابق است و کتاب او بہترین کتب ماتقدم است' و شریعت او را ناسخے نخواہد بود بلکہ تا قیام قیامت خواہد ماند' وعیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کہ نزول خواہد فرمود عمل بشریعت او خواہد کرد و بعنوان امت او خواہد بود۔''

(دفتر دوم مکتوب:۶۷)

ترجمہ:...... ''اور تمام انبیاؑ کے خاتم محمد رسول اللہ ہیں (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وعلیہم اجمعین) آپ کا دین

ادیان سابقہ کے لئے ناسخ ہے' اور آپ کی کتاب (قرآن مجید) سابقہ کتابوں سے برتر ہے' اور آپ کی شریعت کے لئے کوئی ناسخ نہیں ہوگا' بلکہ قیامت تک باقی رہے گی' اور عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جو نازل ہوں گے آپ کی شریعت پر ہی عمل کریں گے اور آپ کی امت میں شامل ہوں گے۔"

قادیانی صاحبان انصاف فرمائیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ماننا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت ہے یا ہتک؟ اور مرزا صاحب کا ظلیت کی سیڑھی سے خود "محمد' احمد اور خاتم النبیین" بن جانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وفاداری ہے یا غداری؟

تنقیص سلف:

چونکہ چودہ صدی کی تمام امت اسلامیہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے رفع و نزول جسمانی کی قائل ہے' صحابہؓ، تابعینؒ، ائمہ مجتہدینؒ، محدثینؒ، مفسرینؒ، فقہاءؒ، صوفیاءؒ، متکلمینؒ سب کا یہی عقیدہ رہا اور حدیث' تفسیر اور عقائد کی کتابوں میں یہی عقیدہ درج ہے' اس لئے قادیانی صاحبان ان اکابر سے بے حد ناراض ہیں اور انہیں نہایت نامناسب الفاظ سے یاد کرتے ہیں' کہیں ان حضرات کو "بے تکی ہانکنے والے" بتاتے ہیں' کہیں انہیں "معمولی انسان" اور کہیں "احمق اور نادان" قرار دیتے ہیں' کبھی اس عقیدہ کو "شرک" کہتے ہیں' کبھی یہودیانہ الحاد وتحریف کا خطاب دیتے ہیں' ان تمام القاب کا مقصد یہ ہے کہ مرزا صاحب سے پہلے تیرہ صدیوں کی امت معاذ اللہ! گمراہ' ملحد اور مشرک تھی اور یہ سب العیاذ باللہ! بے تکی ہانکنے والے تھے۔

حضرت امام ربانی رحمہ اللہ نے اس کا فیصلہ بھی خوب فرمایا ہے' لکھتے ہیں:

"جماعہ کہ ایں اکابر را اصحاب رائے میدانند اگر ایں اعتقاد دارند کہ ایشاناں بہ رائے خود حکم میکردند و متابعت کتاب و سنت نمی نمودند پس سواد اعظم از اہل اسلام بزعم فاسد ایشاں ضال و مبتدع باشند بلکہ از جرگۂ اہل اسلام بیروں بودند۔ ایں اعتقاد نہ کند مگر جاہلے کہ از جہل خود بے خبر است یا زندیقے کہ مقصودش ابطال شطر دین است۔"

(دفتر دوم مکتوب:۵۵)

ترجمہ:...... "جو گروہ ان اکابر کو اصحاب رائے جانتا ہے' اگر ان کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ حضرات محض اپنی رائے سے حکم کرتے تھے اور کتاب و سنت کی پیروی نہیں کرتے تھے تو ان کے زعم فاسد میں اہل اسلام کا سواد اعظم گمراہ اور بدعت پرست رہا' بلکہ دائرۂ اسلام سے ہی خارج رہا' یہ اعتقاد نہیں کرے گا مگر وہ جاہل جو اپنے جہل سے بے خبر ہے' یا وہ زندیق جس کا مقصود ہی شطر دین کو باطل قرار دینا ہے۔"

ظلی اتحاد:

قادیانی صاحبان کو معلوم ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب نے "ظلی نبوت" کا دعویٰ کیا تھا' جس کی تشریح خود ان کے اپنے الفاظ میں یہ ہے:

"تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں' تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا؟"

"میرا نفس درمیان نہیں بلکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے' اسی لحاظ سے میرا نام "محمد" اور "احمد" ہوا' پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی' محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی۔"

"اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیرت کے اسی کا نام پالیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہوگیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا کیونکہ وہ محمد ہے' گو ظلی طور پر' پس باوجود اس شخص کے دعویٰ نبوت کے' جس کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا ہے' پھر بھی سیدنا خاتم النبیین ہی رہا کیونکہ یہ "محمد ثانی" اسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور اسی کا نام ہے۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۵
روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۹)

اور خطبہ الہامیہ میں مرزا صاحب فرماتے ہیں: "صار وجودی وجودہ" یعنی میرا وجود یعنہٖ آپ کا وجود بن گیا ہے' اور "من فرق بینی و بین المصطفی فما عرفنی و ما رای" یعنی جس نے میرے درمیان اور مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے درمیان فرق کیا' اس نے مجھے دیکھا اور پہچانا ہی نہیں۔

الغرض مرزا صاحب کی ظلی نبوت کے معنی ان کے نزدیک یہ ہیں کہ کمال اتباع کی وجہ سے ان کی ذات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے متحد ہوگئی ہے' اور اس کمال اتحاد کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور کمالات نبوت (بلکہ نام' کام اور مقام تک) ظلی طور پر ان کی طرف منتقل ہوگئے' لہٰذا وہ نہ صرف نبی ہیں بلکہ ظلی طور پر بعینہ محمد رسول اللہ ہیں۔

لیکن امام ربانی رحمہ اللہ اس قسم کے ''ظلی اتحاد'' کو تسلیم نہیں کرتے بلکہ اسے حماقت اور جنون قرار دیتے ہیں' اور جو شخص اس ظلی اتحاد کا عقیدہ رکھتا ہو' اسے کافر و زندیق اور زمرۂ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں' سنئے:

''وصول خادماں بامکنہ خاصۂ مخدومان تا' حقوق خدمت گاری بجا آرند' محسوس وضیع و شریف است' ابلہے بود کہ ازیں وصول توہم مساوات و شرکت نماید، ہر فراشے وگس رانے وشمشیر بردارے قرین سلاطین عظام ست و در اخص امکنہ ایشاں حاضر' خیلے خبط ے طلبد کہ ازینجا توہم شرکت و مساوات نماید۔''
(دفتر دوم مکتوب:۹۹)

ترجمہ:..... ''خادموں کا مخدوموں کے خاص مقامات میں اس مقصد کے لئے پہنچنا کہ خدمتگاری کے حقوق بجا لائیں' ہر خاص و عام کو معلوم ہے۔ احمق ہے وہ شخص جو اس وصول سے مساوات و شرکت کا وہم دل میں لائے۔ دیکھئے! ہر فراش' مگس راں اور شمشیر بردار' سلاطین عظام کے ساتھ ہوتا ہے اور ان کے خاص ترین مقامات تک ان کی رسائی ہوتی ہے' نہایت خبط و جنون میں مبتلا ہے وہ شخص جو اس رسائی سے شرکت و مساوات کا وہم رکھتا ہے۔''

اسی سلسلہ میں آگے چل کر فرماتے ہیں:

''اگر اعتقاد دارند کہ صاحب ایں حال معتقد شرکت و مساوات ست بار باب آں مقامات عالی پس او را کافر و زندیق تصور میکنند واز زمرۂ اہل اسلام ے برآرند۔ چہ شرکت در نبوت و مساوات با نبیا علیہم الصلوات والتسلیمات کفر است۔''
(دفتر دوم مکتوب:۹۹)

ترجمہ:..... ''اگر یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ صاحب حال' ارباب مقامات عالی کے ساتھ شرکت و مساوات کا عقیدہ رکھتا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اسے کافر و زندیق تصور کرتے ہیں اور اسے زمرۂ اہل اسلام سے خارج سمجھتے ہیں کیونکہ نبوت میں شرکت اور انبیا علیہم السلام سے مساوات کا عقیدہ کفر ہے۔''

(واضح رہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نہ صرف وصف نبوت میں شرکت کا دعویٰ رکھتے ہیں بلکہ اپنے آپ کو اولوالعزم انبیاؑ سے ''تمام شان میں'' بڑھ کر سمجھتے ہیں) اسی سلسلہ میں صحابہ کرامؓ کے فضائل و مناقب اور ان کی افضلیت کا ذکر کرنے کے بعد حضرت امام ربانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ابلہے بود کہ خود را عدیل اصحاب خیر البشر علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات سازد۔ وجاہلے باشد از اخبار و آثار کہ خود را از سابقان تصور نماید'' (دفتر دوم مکتوب:۹۹)

ترجمہ:..... ''احمق ہوگا جو اپنے تئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے برابر سمجھتا ہو' اور احادیث و آثار سے جاہل ہوگا وہ شخص جو اپنے کو سابقین (صحابہؓ و تابعینؒ) میں سے تصور کرتا ہو۔''

واضح رہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی جماعت کو صحابہ کی جماعت کے برابر قرار دیتے ہیں۔ حضرت مجدد رحمہ اللہ کا مندرجہ ذیل فقرہ اگرچہ کسی دوسرے موقع سے متعلق ہے لیکن یہاں کس قدر برمحل ہے:

''کناس خسیس کہ بنقص و خبث ذاتی متسم است چہ مجال کہ خود را عین سلطان عظیم الشان کہ منشا خیرات و کمال ست تصور نماید' و صفات وافعال ذمیمہ خود را عین صفات وافعال جمیلہ او توہم کند۔''
(دفتر دوم مکتوب:۱)

ترجمہ:..... ''ایک خسیس بھنگی جس کی ذات ناقص و خبث کے عیب سے داغدار ہے' اس کی کیا مجال کہ اپنے آپ کو عظیم الشان سلطان کا' جو منبع خیرات و کمالات ہے' عین تصور کرے؟ اور اپنے صفات و افعال ذمیمہ کو اس کے صفات و افعال جمیلہ کا عین خیال کرے؟''

(جاری ہے)

☆☆.........☆☆

عالمی مجلس
تحفظ ختم نبوت سے تعاون

شفاعت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقات جاریہ میں شرکت کے لئے

زکوٰۃ، صدقات، خیرات، نذر، عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو عنایت فرمائیں

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 4583486-4514122 فیکس: 4542277

اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان۔

جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 2780337 فیکس: 2780340

اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک نوری ٹاؤن برانچ

نوٹ: مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں

نوٹ: رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے

اپیل کنندگان:

(مولانا) خواجہ خان محمد	سید نفیس الحسینی	(مولانا) عزیز الرحمن
امیر مرکزیہ	نائب امیر مرکزیہ	ناظم اعلیٰ